یومُ الحِسابُ یعنی قیامت کادِن

جزاء و سزا کا فیصلہ ہو گا

مُحتاجِ دُعاء

میری والدہ ماجدہ ذکیہ اِقبال (مرحُومہ) زوجہ شیخ علاؤالدّین

اور

میرے بھائی سُہیل اکبر شیخ مرحُوم و مغفُور

کی اللہ ربِّ العالمین مغفرت فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ و ارفع مُقام عطا فرمائے۔ آمین ثُمّ آمین۔

احسن عبّاس

قُرآن کی آواز

کیا آپ نے سُنی؟

مِصباحُ الحقّ

مِنجانِب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کے لئے پتہ: پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی نمبر 74200

یہ کتاب مُفت تقسیم کی گئی۔

کیا آپ نے
سرورق پر قرآن کی آواز سُنی؟

"کوئی ہے؟"

اللہ نے اپنا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے لیکن آپ نے اِس کو کپڑے میں لپیٹ کر الماری میں بند کر دیا ہے اِس کا اِحترام آپ آنکھوں سے لگا کر کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی پیغام کا صحیح اِحترام یہ ہے کہ اِسے غور سے پڑھیں، سوچیں اور پھر اس پر عمل کریں۔ آپ کو عربی زبان نہیں آتی تو کوئی بات نہیں بڑے بڑے علماء کا ترجمہ موجود ہے۔ اور اللہ یقین دِلا رہا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنا دیا ہے۔ اب آپ کے پاس کیا عذر ہے کہ آپ اللہ کے پیغام کی طرف سے بے خبر رہیں؟

"کوئی ہے؟"

مؤمن بندے فوراً جواب دے!

"میں حاضر ہوں میرے رب!"

اور
جلد سے جلد قرآن ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیجئے!
اِس پر غور کیجئے
اور
اِس پر عمل کیجئے!

فہرستِ مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۝

ہم نے قرآن کو عربی میں اُتارا تاکہ تم اس کو سمجھ سکو

(سُورۃ یُوسف:۲)

پیشِ لفظ

میرے ایک دوست ہیں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے مذہب سے لگاؤ ہے۔ جب کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے بھی مشورہ کرتے ہیں۔ ایک روز مجھ سے ملنے آئے تو پریشان نظر آ رہے تھے میں نے سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ آج مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ پھر اُنہوں نے یہ واقعہ سُنایا:۔

میرے ایک امریکن دوست چین جاتے ہوئے میرے پاس چند روز کے لئے ٹھہرے تاکہ پاکستانی زندگی کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ آج وہ میرے کمرے میں آئے تو میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ کہنے لگے کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہماری مذہبی کتاب قرآن ہے۔ کہنے لگے مجھے بھی سُناؤ۔ میرے پاس بغیر ترجمہ والا قرآن تھا میری سمجھ میں نہ آیا کہ اُس کو کیا جواب دُوں؟ میں نے کہا۔ یہ تو عربی میں ہے۔ اُس نے کہا۔ تم اِس کا مطلب انگریزی میں بتا دو۔ میں نے گھبراہٹ میں کہا۔ مجھے عربی نہیں آتی اور اِس جلد میں اُردو ترجمہ دِیا ہُوا نہیں ہے۔

وہ حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا اور بولا:

تو کیا تم مطلب سمجھے بغیر ہی اِن لفظوں کو گنگنا رہے تھے؟

میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی اُس وقت ایک اور دوست آ گئے اور گفتگو کا رُخ بدل گیا اور اِس طرح اللہ نے مجھے ایک بڑی شرمندگی سے بچا لیا۔

اگر اللہ نہ کرے اُس امریکن کو یہ معلوم ہو جاتا کہ مسلمان بغیر معنٰی سمجھے ہوئے ہی قرآن پڑھتے رہتے ہیں تو وہ اِسلام کے بارے میں کیا خیال کرتا؟ وہ یہی سمجھتا کہ اِسلام ایک

کھوکھلا مذہب ہے جس کے ماننے والے بغیر سمجھے عربی الفاظ دُہرانے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ اور اگر کہیں وہ یہ سارا معاملہ کسی فسادی عیسائی تبلیغ کرنے والے کو بتادیتا تو اُسے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرانے کے لئے بہت اچھا چٹ پٹا مسالہ مِل جاتا۔

مَیں سخت اُلجھن میں ہوں۔ آپ میری رہنمائی کریں۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہم قُرآن کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ گھر گھر میں قُرآن موجود ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں حافظِ قُرآن ہیں۔ لیکن سب سے ضروری فرض تو قُرآن کا سمجھنا تھا تاکہ اللہ کے احکام پر عمل کیا جائے۔ اِس اہم فرض کو ہم نے کِس طرح ترک کردیا؟ وہ کون سی ایسی طاقت تھی جس نے ہمارے دِل سے یہ احساس بھی مٹادیا کہ ہم اللہ کے احکام کی طرف سے مُجرمانہ بے پرواہی کررہے ہیں؟

مَیں نے سُنا ہے کہ ہمارے عالِم قُرآن کا ترجمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ اِن کا خیال ہے کہ ہم گمراہ ہوجائیں گے۔ اگر کِسی کو کوئی بات پُوچھنی ہو تو کِسی عالِم سے پُوچھ لی جائے۔ آپ مجھے بتائیں کیا یہ فیصلہ صحیح ہے؟

اِنہیں مَیں نے اُس وقت مختصر سا جواب دے دیا۔ اَب یہ کِتاب اُسی سوال کا ذرا تفصیل کے ساتھ جواب ہے۔

پہلا باب

ہماری عقل کیا کہتی ہے؟

موجودہ حالات واقعی بہت افسوس ناک ہیں۔ اگر ہمارے کسی معمولی دوست کا بھی خط ہمارے نام آجائے تو ہم اس کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر وہ خط کسی اور زبان میں ہو جو ہمیں نہ آتی ہو تو ہم ضرور کسی جاننے والے سے اس کا ترجمہ کروالیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ اللہ نے جو پیغام ہمارے لئے بھیجا ہے اس کی ہم اتنی بھی قدر نہیں سمجھتے جتنی کسی غیر ملکی دوست کی۔ اس افسوس ناک حالت کی ذمہ داری ہم کسی پر نہیں ڈال سکتے۔ اول تو یہ ہے کہ کسی عالم نے شاید کبھی خاص حالات کے تحت ایسا کہہ دیا ہو کہ ترجمہ پڑھنے سے لوگ گمراہ ہوجائیں گے۔ ورنہ کسی بڑے عالم یا مفتی نے ایسا کوئی فتویٰ شائع نہیں کیا۔ کم از کم میری نظر سے نہیں گزرا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿٣٩﴾

کوئی بوجھ اٹھانے والا نہیں اٹھاتا کسی دوسرے کا بوجھ اور یہ کہ کسی انسان کے لئے نہیں (کسی کو نہیں ملتا) مگر اسی قدر جتنی اس نے کوشش کی۔ (سورۃ النجم: ۳۸-۳۹)

قیامت کے روز ہر شخص کو جواب دینا ہوگا کہ اس نے اللہ کا پیغام کیوں نہیں پڑھا؟ کسی کا یہ عذر قابلِ قبول نہ ہوگا کہ کسی نے اس کو منع کردیا تھا۔ جبکہ حقیقت میں کسی نے منع کیا بھی نہیں۔

عقل کی مدد۔

آیئے پہلے عقل سے مدد لیں۔ یہ اللہ کا نایاب تحفہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝

"ہم نے (انسان کی فطرت میں) نیکی اور بدی کی پہچان الہام کردی ہے۔"

(سورۃ الشمس: ۸)

اور پھر اللہ نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان بنایا :۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷

"ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کردیا۔"

(سورۃ القمر: ۱۷)

اب دیکھیں کہ اللہ نے ہمیں سمجھ بھی دے دی اور قرآن کو آسان بھی بنادیا۔ اور پیغام تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ اُس کو سمجھا جائے اور اُس پر عمل کیا جائے۔ لیکن ہم نے اِس پر پردہ ڈالا ہوا ہے تو اللہ کو جواب دینا ہوگا:۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲

"اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہ کرنا۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میرے احکام ماننا۔ (لیکن تم میں سے بہت سے شیطان کی گمراہی میں پھنس گئے۔ کیا تم میں عقل نہیں تھی)۔"

(سورۃ یٰسٓ: ۶۰۔۶۲)

آپ دیکھیں کہ اللہ ہم سے عقل کی بنا پر جواب مانگ رہا ہے کیا اللہ نے پیغام سمجھنے کے لئے نہیں بھیجا؟ کیا اللہ کے پیغام سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے؟ ایسا خیال کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ کیونکہ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) اللہ کو صحیح پیغام بھی بنانا نہیں آتا۔ عقل کا تقاضہ ہے کہ ہم جلد از جلد قرآن کو سمجھیں اور اِس پر عمل کرنا شروع کریں۔

دُوسرا باب

آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا طریقۂ کار

آنحضرتؐ نے شروع ہی سے یہ اہتمام کیا تھا کہ جونہی کوئی وحی اللہ کی طرف سے اُترتی تھی اُس کی خبر سارے مدینے میں پہنچ جاتی تھی۔ اور لوگ دربارِ نبوت کی طرف دوڑ پڑتے تھے۔ وحی لکھنے والے کاتب لکھنے کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ جو لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے وہ زبانی یاد کرلیا کرتے تھے نبویؐ دور میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن کے حافظ موجود تھے اِس طرح وحی کا علم چند لوگوں تک محدود نہیں تھا۔ بلکہ ہر آدمی تک یہ پیغام پہنچایا جاتا تھا۔

عرب کے لوگ جاہل اور ان پڑھ ہونے کے باوجود آیتوں کے معنٰی سمجھ کر گمراہ نہیں ہوتے تھے۔ کافر ایمان لے آتے تھے اور مؤمن اپنا ایمان تازہ کرتے تھے۔

لیکن ہم لوگوں میں سے کچھ کا خیال ہے کہ ہم آیتوں کے معنٰی سمجھ کر گمراہ ہو جائیں گے۔ یہ خیال محض اسلام کے زوال کے زمانے کی پیداوار ہے جسے خواہ مخواہ مشہور کر دیا گیا ہے۔ صرف مدینے میں رہنے والے لوگ ہی وحی کا علم حاصل نہیں کر لیتے تھے بلکہ دور دراز علاقے کے لوگ بھی مدینے سے آنے والے لوگوں سے سُن کر خود بھی آیتیں یاد کر لیتے تھے۔

یہاں میں ایک مشہور عالم جناب محمد تقی عثمانی کی ایک کتاب سے ایک واقعہ نقل کروں گا:۔

''صحیح بخاری میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک صحابیؓ جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں چھوٹے بچے تھے اور مدینہ طیبہ سے لوگ بہت فاصلے پر رہتے تھے۔ اُن کا مدینہ طیبہ جا کر علم حاصل کرنا مشکل تھا۔ وہ خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں روزانہ اُس سڑک پر چلا جاتا تھا جس پر مدینہ طیبہ سے قافلے

آتے تھے جب کوئی قافلہ آتا تو اُن سے پُوچھتا کہ آپ لوگ مدینے سے آرہے ہیں۔ کیا آپ میں سے کسی کو کوئی آیت یاد ہے؟ اِس طرح اُن قافلہ والوں سے سُن سُن کر ایک ایک دو دو آیتیں حاصل کیں اور الحمدُ لِلّٰہ اِس طرح میرے پاس قُرآن کریم کا ایک ذخیرہ محفوظ ہو گیا۔"

اَب آپ غور فرمائیں۔ نہ تو آنحضرتؐ نے مکّے یا مدینے کے اَن پڑھ عربوں کو یہ کہا کہ یہ آیتیں صرف عالموں کے لیئے ہیں۔ تم اِن سے گُمراہ ہو جاؤ گے۔ اور نہ ہی مدینے سے آنے والے قافلے کے لوگوں نے اِس بچّے سے کہا کہ تُم بچّے ہو۔ یہ آیتیں عالموں کے لیئے ہیں تُم اِن سے گُمراہ ہو جاؤ گے۔ اِس کے بَرعکس اللہ کے پیغام کی ہر آیت کو تمام لوگوں تک پُہنچایا جاتا تھا۔ اور اُس کے نتیجے میں گُمراہی نہیں بلکہ اِسلام کی روشنی دُور دُور تک پھیلی۔

دِیگر مذہبوں کے حالات

اِسلام جو اِنقلاب دُنیا میں لایا اُس میں سے ایک یہ ہے جِس کا نمُونہ آپ نے پچھلے صفحات میں دیکھا۔ کہ مذہبی کِتاب صِرف عالموں کے لیئے نہیں بلکہ اللہ کا پیغام ہر بندے کے لیئے ہے۔ زمانہ گُزرنے کے ساتھ ساتھ اِسلام کے تصوّرات میں جو زوال آیا اُس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ عام آدمی قُرآن کے معنیٰ نہ پڑھے۔ جو پُوچھنا ہے عالِم سے پُوچھے۔

ہِندوؤں میں تو پابندی کی حالت یہ تھی کہ برہمن کے عِلاوہ کوئی ہِندو اُن کی مذہبی کِتاب وید کا پڑھنا تو کیا اُس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ اور نیچ قوم کے لوگ تو اُس کو سُن بھی نہیں سکتے تھے۔ اگر کہیں بھی پڑھا جا رہا ہو اور نیچ قوم کا آدمی اُس کو سُن لے تو اُس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جاتا تھا۔

عِیسائیوں کے حالات بھی کچھ اِسی طرح کے تھے۔

کِسی عام عِیسائی کی اِنجیل تک پُہنچ نہ تھی۔ اِنجیل ایک خاص کمرے میں ایک میز پر رکھی

ہوتی تھی اور اُس پر اِس طرح تالا لگایا جاتا تھا کہ کوئی وہاں سے اُسے اُٹھا نہ سکے۔ اُس کی تصاویر امریکہ کے رسالے ''لُک (LOOK)'' میں چھپ چکی ہیں۔ اور پادریوں میں سے بھی صرف بڑے بڑے پادری اِس کمرے میں جاسکتے تھے۔ عام عیسائیوں کو ہر بات کی رہنُمائی پادری سے لینی پڑتی تھی۔ اور ظاہر ہے یہ بہت مُشکل کام تھا۔ یہاں میں ایک امریکن کتاب سے مُختصر سا حوالہ دینا چاہُوں گا اِس کتاب کے نام کا ترجمہ ہے:۔

''ہماری دُنیا مُختلف زبانوں میں''

یہ پرنٹس ہال نے امریکہ سے شائع کی ہے اِس کا لُطف اُٹھایئے:۔

''صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کو فتح تو حاصل نہیں ہُوئی لیکن ایک نیا یورپ بنانے میں مدد ملی۔۔۔۔ اُنہیں مُسلمانوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ مُسلمانوں میں رنگ اور نسل سے بالاتر ہو کر مکمل برابری ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حیران وہ اِس بات سے ہُوئے کہ ہر آدمی کی قرآن تک رسائی ہے اور اللہ اور بندے کے درمیان کوئی مذہبی ٹھیکیدار نہیں ہے۔ یہ بات عیسائی خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ صلیبی جنگوں سے واپس آکر اُنہوں نے مارٹن لوتھر کی سرکردگی میں ایک الگ فرقہ بنایا۔''

آج کل کے عیسائی زیادہ تر اِسی فرقے سے تعلّق رکھتے ہیں۔ یہ پروٹسٹنٹ یعنی احتجاج کرنے والا فرقہ کہلاتا ہے۔ اِس نے پُرانے عیسائیوں سے قطع تعلّق کر کے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ کسی طریقے سے انجیل کا نُسخہ حاصل کر کے اُس کو چھپوا دیا اور اُس کے ترجمے بھی بہت سی زبانوں میں کرائے۔ اِس طرح آج ہر عیسائی انجیل پڑھ سکتا ہے۔ ہماری بدقسمتی دیکھیے۔ عیسائیوں نے ہمیں دیکھ کر ہمارا طریقہ اپنایا اور اب ہم اپنا طریقہ چھوڑ کر ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔

تیسرا باب

قرآن کی ہدایات

پہلے باب میں ہم نے عقل کے حوالے سے اِس معاملے پر غور کیا کہ ہر مسلمان کو قرآن کے معنیٰ پڑھنا سمجھنا اور اِن پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے۔ دُنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو بغیر سمجھے پڑھی جاتی ہو۔

اللہ نے اپنا پیغام اپنے پیغمبرؐ کی معرفت ہم تک بھیجا ہے۔ ہم کون سی منطق سے اِس کو سمجھنے سے اِنکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں اِس لئے اُتارا کہ لوگ اِس کو سمجھ سکیں۔ کیونکہ جن لوگوں میں پیغمبر ﷺ نے تبلیغ کرنا تھی، اُن کی زُبان عربی تھی۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○

''ہم نے قرآن کو عربی میں اُتارا تا کہ تم اس کو سمجھ سکو۔''

(سُورۃ یُوسف:۲)

یہی نہیں بلکہ تمام نبیوں کو جس قوم میں تبلیغ کرنے کے لئے اُتارا۔ اُن کی وَحی کی زُبان بھی وُہی تھی جو اُس قوم کی تھی:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ○

''ہم نے تمام رُسولوں کو جس قوم میں بھیجا۔ اُن کی زبان وُہی تھی جو اُس قوم کی تھی۔ تا کہ اُن کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔''

(سُورۃ اِبراہیم:۴)

جب اُس قوم کے لوگ اپنے رُسول سے اللہ کا پیغام سمجھ لیں۔ تو پھر اُن کا فرض ہے کہ مُختلف مُلکوں میں پھیل جائیں اور اُن کی زبانوں میں اللہ کے پیغام کا ترجمہ کر کے اُن تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔

آنحضرتؐ کا طریقۂ کار

دُوسرے باب میں ہم نے رسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلیہِ وسلّم کا طریقۂ کار دیکھا۔ جُونہی کوئی وحی اُترتی تھی پُورے مدینے کے لوگ جمع ہو جاتے تھے کچھ لوگ وحی لِکھ لیا کرتے تھے لیکن یہ لوگ تھوڑے تھے۔ کیُونکہ زیادہ لوگوں کو لکھنا نہیں آتا تھا۔ عام لوگ اِس کو زُبانی یاد کر لیا کرتے تھے۔ عَربوں کا حافِظہ بہت مشہُور تھا۔

آنحضرتؐ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ عام لوگ آیتوں کو نہ سُنیں ورنہ (نعُوذ بِاللہ) وہ گُمراہ ہو جائیں گے حالانکہ وہ لوگ بالکل اَن پڑھ اور سخت مُتعصّب تھے اور ایسا ہی ہُوا وہ لوگ آیتیں سُن کر گُمراہ نہیں ہُوئے۔ جو پہلے اِیمان لا چکے تھے۔ اُن کا اِیمان تازہ ہو جاتا تھا اور جو کافِر تھے اُن میں سے بہُت سے اِیمان لے آئے تھے۔

حیرانی کی بات ہے کہ اَن پڑھ اور مُتعصّب عرب تو قُرآن کی آیتوں کو سُن کر اِیمان لے آئے۔ لیکن ہم میں سے بعض کو یہ ڈر ہے کہ ہمارے مُلک کا لِکھا پڑھا اِنسان بھی آیتوں کا ترجمہ پڑھ کر بجائے ہدائیت حاصِل کرنے کے گُمراہ ہو جائے گا۔ اگر اِن لوگوں کا فلسفہ صحیح ہے تو پھر اسلام کی تبلیغ تو ناممکن ہے۔ کیُونکہ ظاہِر ہے کہ غیر مُسلم پہلے یہ دیکھنا چاہے گا کہ اِسلام کیا ہے؟ اور اِس کے لئے وہ قُرآن کو پڑھنا یا سُننا چاہے گا۔ اَب اگر اِن لوگوں کے مُطابق ہم مُسلمان ہی ترجُمے سے گُمراہ ہو سکتے ہیں تو ایک غیر مُسلم تو یقیناً گُمراہ ہو جائے گا۔

قُرآن کی ہدائیت

آیئے اَب آخِری اور قطعی ہدائیت حاصِل کرنے کے لئے قُرآن سے رُجُوع کریں۔

(1) اللہ کے پیغام کو سمجھنے اور اُس کی پیروی کرنے کے اِحکام اللہ نے شُروع ہی میں حضرت آدمؑ کو دے دِیئے تھے:۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ○ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○

"(اللہ تعالیٰ نے شیطان اور حضرت آدمؑ کو) فرمایا کہ تم دونوں دُنیا میں جاؤ۔ دونوں ایک دُوسرے کے دُشمن ہو گے۔ جب میری طرف سے کوئی ہدایت آپ کے پاس جائے تو جو اِس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ اُس پر کوئی سختی ہوگی۔ اور جو شخص میری ہدایت سے بے پرواہی کرے گا تو اُس کے لئے زندگی تنگ ہو گی اور قیامت کے روز ہم اُس کو اندھا اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! آپ نے مجھے اندھا کیوں اُٹھایا میں تو دُنیا میں آنکھوں والا تھا۔ اِرشاد ہو گا کہ تُو نے ایسا ہی کیا تھا جب ہمارے اِحکام تیرے پاس پہنچے تھے۔ تو تُو نے اُن کی بے پرواہی کی تھی۔ آج تیرا بھی کوئی خیال نہیں کیا جائے گا۔" (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۳۔۱۲۶)

اب ہر شخص جو قرآن کا ترجمہ نہیں پڑھتا۔ یعنی قرآن کو سمجھنا نہیں چاہتا تو یہ بے پرواہی ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے وہ قیامت کے دِن اندھا اُٹھائے جانے کے لئے تیار رہے۔

ابھی وقت ہے

ابھی وقت ہے کہ ہم اللہ کے پیغام کا مطالعہ کریں اِس کو سمجھیں! غور کریں! اور عمل کرنے کی کوشش کریں!

(۲) اب ایک بہت ضروری بات سمجھئے۔ ہم اکثر کہتے ہیں کہ میں قرآن کی تلاوت کر رہا ہوں۔ عربی میں پڑھنے کے لئے قرأت کا لفظ اِستعمال ہوتا ہے۔ تلاوت کے معنٰی لغت میں دیکھئے:۔

''تلاوت کرنا'': اُس پر عمل کرنے کی نیت سے پڑھنا (لغت: قاموس القرآن۔ صفحہ ۱۶۹)

عمل کرنے کی نیت سے پڑھنا تو جب ہی ہوگا۔ جب ہم اُس کو معنوں کے ساتھ پڑھیں گے۔ جب ہم معنٰی ہی نہیں سمجھے تو پیروی کس طرح ہوگی۔ ہم صرف قرأت کرتے ہیں۔ تلاوت نہیں۔

اب ایک ڈرا دینے والی آیت ملاحظہ کریں:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

''اور جن لوگوں کو ہم نے قرآن عطا کیا وہ اس کی تلاوت اِس طرح کرتے ہیں جیسا کہ اِس کا حق ہے۔ صرف یہی لوگ ہیں جو اِس پر اِیمان لائے ہیں۔ اور جو اِس سے منکر ہیں وہ بہت نقصان میں ہیں۔'' (سُورۃ البقرۃ:۱۲۱)

تلاوت کے معنٰی آپ اُوپر پڑھ چکے ہیں۔ اب مطلب یہ ہُوا کہ جب تک ہم معنٰی سمجھ کر اور اِس کی پیروی کرنے کی نیت سے نہ پڑھیں۔ قرآن کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اور اِس کے نتیجے میں اللہ تعالٰی یہ نہیں مانتا کہ ہم قرآن پر اِیمان لائے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اَیسے لوگ بہت نقصان میں ہیں۔

جب ہمارا قرآن پر اِیمان لانا ہی اللہ تعالٰی تسلیم نہیں کرتا۔ تو ہمارا کیا اِسلام رہ گیا

(۳)

قرآن سمجھنا آسان ہے

پچھلے صفحوں میں آپ نے دو آیتیں پڑھیں۔ جن میں قرآن کو معنٰی کے ساتھ پڑھ کر پُوری توجہ نہ کرنے والے مسلمانوں کے بارے میں سخت خبر سُنائی گئی ہے۔ ایک میں کہا ہے کہ اَیسے لوگ قیامت کے دِن اندھے کر کے اُٹھائے جائیں گے اور دُوسری میں بتایا ہے کہ اَیسے لوگ خواہ زُبان سے کہتے رہیں۔ دراصل یہ قرآن پر اِیمان ہی نہیں لائے۔

اِس تنبیہ کے ساتھ اللہ نے لوگوں کی ہِمّت بڑھانے کے لئے بھی کئی آیات اُتاری ہیں جن میں مُسلمانوں کو خُوشخبری سُنائی ہے کہ قُرآن کا سمجھنا آسان ہے۔ قُرآن اِنتظار کر رہا ہے ہِمّت کر کے پڑھنا شروع کریں۔ اِرشاد ہے:۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

"اور ہم نے اِس قُرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ کوئی ہے! جو اِس کو سوچے سمجھے؟"

(سُورۃ القمر:۱۷)

اِس آیت کی اہمیّت کا اندازہ اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت سُورۃ قمر میں چار مرتبہ نازِل ہُوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں نے اِس کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے اور ہم کہتے ہیں نہیں! ہم نے سمجھنے کی کوشش کی تو ہم گُمراہ ہو جائیں گے۔ ہمیں اللہ سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ اور یہ الفاظ

"کوئی ہے"

خاص طور پر ہماری توجہ کے مُستحق ہیں۔ اِس آواز پر ہمیں فوراً کہنا چاہئے "اے اللہ! لبیک! ہم حاضر ہیں"۔

(۴)

اللہ کی ناراضگی

پچھلے صفحے پر دی ہُوئی یقین دِہانی کے بعد جو لوگ قُرآن کی طرف سے بے توجّہی کرتے ہیں اُن کی طرف سے اللہ نے بہت خفگی کا اِظہار کیا ہے۔ اِرشاد ہے:۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠﴾

"ہم نے تُمہاری طرف قُرآن بھیجا جس میں تُمہارے مُعاملات کا ذِکر ہے۔ تو کیا تُم میں عقل نہیں ہے؟"

(الانبیاء:۱۰)

اللہ نے اِنسان کو عقل عطا کی ہے۔ ہر مُسلمان اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ نے ہماری

طرف قرآن کی شکل میں پیغام بھیجا ہُوا ہے جس میں ہمارے لئے سیدھا راستہ بتایا گیا ہے۔
لیکن عقل رکھنے کے باوجود ہم قرآن پر توجہ نہیں کرتے۔

ایک اور آیت میں اللہ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾

"اِس عربی زُبان والے قُرآن میں آیتوں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے تاکہ تُم سمجھ سکو۔ لیکن اکثر لوگ اِس سے مُنہ موڑے ہُوئے ہیں۔ یہ تو سُنتے ہی نہیں!"
(سُورۃ حٰم سجدہ: ۳۔۴)

اِن الفاظ پر غور کیجئے۔ تو کیا تُم میں عقل نہیں ہے اور اکثر لوگ اِس سے مُنہ موڑے ہُوئے ہیں۔ یہ تو سُنتے ہی نہیں اِن سے اللہ تعالیٰ کی کتنی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ہمارے دِل میں اللہ کا خوف ہو تو ہم یہ الفاظ پڑھ کر کانپ جائیں گے۔

اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ جن سے اللہ کی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔ ایک اور آیت ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

"کیا یہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے۔ کیا اِن کے دِلوں پر تالے پڑے ہُوئے ہیں۔"
(سُورۃ محمدؐ: ۲۴)

سخت حیرانی کی بات ہے کہ اِن آیتوں اور ایسی ہی اور بہت سی آیتوں کی موجُودگی میں مُسلمانوں نے کس طرح قرآن کی طرف اِتنی بے توجہی کی ہُوئی ہے۔ اللہ غور و فکر کرنے کے لئے فرماتا ہے اور ہم معنیٰ سمجھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اِسی مضمون پر دو اور آیتیں توجہ کے قابِل ہیں:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

"جن لوگوں پر توریت نازِل کی گئی اور اُنہوں نے اُس پر مُناسب توجہ نہ دی اُن کی مِثال ایسے

گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔"

(سورۃ الجمعہ: ۵)

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں ہے۔ لیکن قرآن میں اِس کے بیان سے ثابت ہے کہ یہ اِن مسلمانوں پر بھی لگتی ہے جو قرآن سمجھنے پر توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک اور آیت میں اللہ نے ایسے مسلمانوں کو بھی گدھوں کا خطاب دیا ہے:۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾

"اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو قرآن کی نصیحت کو سمجھنے سے اِس طرح منہ موڑتے ہیں۔ جس طرح جنگلی گدھے شیر سے بھاگتے ہیں۔"

(سورۃ المدثر: ۴۹۔۵۱)

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان اللہ کے پیغام کو سمجھنے اور اِس پر غور و فکر کرنے اور اِس پر عمل کرنے سے دُور بھاگیں گے۔ یوں تو پورا قرآن ایسی آیتوں سے بھرا ہوا ہے۔ جس میں قرآن کے معنیٰ سمجھنے اور اُن پر غور و فکر کرنے کی ہدایت دِی گئی ہے تاکہ ہمیں سیدھا راستہ معلوم ہو سکے۔

کہیں آسان ہونے کا یقین دِلا کر ہمت بڑھائی ہے اور کہیں ناراضگی کا اظہار کر کے بندوں کی اِس طرف توجہ دِلائی ہے۔ ناراضگی کی دو سخت آیتیں گزشتہ صفحات پر بیان کی جا چکی ہیں۔

ایک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قرآن کے پیغام پر غور نہیں کریں گے۔ اُن کو قیامت کے دِن اندھا اُٹھایا جائے گا۔ دُوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت اِس طرح کرو جیسا کہ اِس کا حق ہے۔ تلاوت کے معنیٰ پڑھنا نہیں بلکہ اِس پر عمل کرنے کی نیت سے پڑھنا ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے اُن کا ایمان قابلِ قبول نہیں۔

گزشتہ صفحات کو ایک دفعہ ضرور دُہرائیں۔ اور اللہ سے دُعا کریں کہ آپ قرآن کو معنیٰ کے ساتھ پڑھ کر اپنے ایمان کو قائم رکھ سکیں۔ آخر میں دو دِل ہِلا دینے والی آیتیں اور پڑھ لیں:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَٰتِ وَالْهُدَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتَٰبِ ۙ أُولَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾

"بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی اِن صاف صاف آیتوں کو چھپاتے ہیں جو ہم نے تمام اِنسانوں کی ہدائیت کے لئے بھیجی ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام مخلوق یعنی انسان جن اور فرشتے بھی لعنت کرتے ہیں۔"

(سُورۃ البقرۃ: ۱۵۹)

اللہ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے اور اِس گناہ سے بچائے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ جب ہم کسی مسلمان کو یہی کہتے ہیں کہ قرآن کا ترجمہ نہیں پڑھو۔ تم گمراہ ہو جاؤ گے تو وہ یقیناً آیتوں کے مطلب سے ناواقف رہے گا۔ کیا یہ آیتوں کا چھپانا نہیں ہے۔ بے شک یہ چھپانا ہے چھپانے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ کوئی بات کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔

اِس طرح ہم اللہ اور اُس کی تمام مخلوق کی لعنت سمیٹ رہے ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

ایک اور اہم بات

کہا جاتا ہے خُود ترجمہ پڑھنے سے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ جو پُوچھنا ہو کسی عالم سے پُوچھو۔ چلئے اِس کو مان لیتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ جو بات میری سمجھ میں نہیں آئی وہ تو مَیں ایک عالم سے پُوچھ لُوں گا۔ لیکن جو بات میرے ذہن میں آئی ہے اِس کے علاوہ بھی تو اللہ نے بہت سی باتوں کا حکم فرمایا ہے۔ تو اِن تمام اِحکامات سے تو ناواقف رہوں گا۔ اِن پر عمل نہ کرنے کا عذاب کس کے ذِمے ہوگا؟ ایک اور ضروری بات اِس آیت میں یہ ہے کہ:۔

"جو ہم نے تمام اِنسانوں کی ہدأیت کے لئے بھیجی ہیں۔"

تو کیا ہم مُسلمانوں کے عِلاوہ باقی اِنسانوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ اِنہیں جو کچھ اِسلام کے بارے میں معلوم کرنا ہو کسی عالِم سے آ کر خُود پُوچھیں کیونکہ اگر ہم نے قرآن کی ہدایات اُن تک پُہنچائیں تو اِن سے تو مُسلمان ہی گمراہ ہو سکتے ہیں۔ غیر مُسلم تو بِالکل ہی گمراہ ہو جائیں گے۔ قُرآن کی اِس آیت میں یہ حکم آنے کے بعد کہ ہم نے اِن آیتوں کو تمام اِنسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارا یہ فرض بَن جاتا ہے کہ قرآنی تعلیمات کو دُنیا کے کونے کونے میں پُہنچائیں۔

اللہ کا پیغام نبی لاتا ہے اور نبی کے بعد اِس پیغام کو لوگوں تک پُہنچانا اُن لوگوں کا فرض بن جاتا ہے جو اِس نبی پر ایمان لائے ہیں یہی کام صحابہ کرامؓ نے کیا۔ وہ مُلک مُلک میں پھیل گئے۔ وہاں کی زُبانیں سیکھیں اور قرآن کا ترجمہ کیا اور دُنیا بھر میں اِسلام پھیلایا۔ ترجمہ نے گمراہ نہیں کیا بلکہ اِسلام کی روشنی عطا کی۔

اَب ہم نے یہ کام چھوڑ دیا ہے اور عیسائیوں نے اِختیار کر لیا ہے۔ اِنجیل کا ترجمہ دُنیا کی ہر مشہور زُبان ہی میں نہیں بلکہ افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے وحشی قبیلوں کی زُبان میں بھی ہے۔ اور اِنجیل کی بے شمار جلدیں دُنیا بھر میں مُفت تقسیم ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ یورپ اور امریکہ کے ہر ہوٹل کے ہر کمرے میں اِنجیل کی ایک جِلد موجود ہے تا کہ مُسافِر رات کے وقت اُس کا مُطالعہ کر سکے۔

اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنے عُروج کے وقت اِسلام یورپ سے چین تک پھیل چُکا تھا لیکن اَب دُنیا میں عیسائیوں کی تعداد مُسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور ہم ہیں کہ غیر مُسلموں کو تو قرآن کیا پُہنچائیں گے ہم نے مُسلمانوں کو بھی اِس کے مطالِعہ سے محرُوم کر رکھا ہے۔

اَب دُوسری دِل ہِلا دینے والی آیت مُلاحظہ کریں:۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

"قیامت کے دِن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے کہ اے میرے رب! میری اُمت نے قُرآن کی طرف سے بالکل منہ موڑا ہوا تھا۔"

(سورۃ الفرقان: ۳۰)

اَب ہر مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور کرے کہ ہم تو آنحضرتؐ کی شفاعت کی اُمید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ اللہ سے سفارش کر کے ہماری بخشش کی کوئی صورت کریں گے۔ اَب آپ سوچیں کہ جن لوگوں کی نبیؐ شکایت کر رہے ہیں کیا اُن کی سفارش بھی کریں گے؟

اِس باب میں ہم نے بارہ قُرآنی آیات کا مطالعہ کیا جن میں اللہ نے مختلف طریقوں سے یہ بات بندوں کو سمجھائی ہے کہ قُرآن اللہ کا پیغام ہے۔ اِس کی ہدائیتوں کو سمجھ کر غور کر کے اِن پر عمل کر کے دُنیا اور عاقبت میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

قُرآن سے ناواقفیت کی وجہ سے بڑے خطرناک نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔ بہت سی باتوں کو قُرآن نے سختی سے منع کیا ہے اور ہم وُہی کر رہے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں تو ہم نے اِن غلط باتوں کو نیکی اور اِسلام کا رنگ دے دیا ہے اللہ نے سب سے زیادہ ناراضگی شرک اور فرقہ بندی سے ظاہر کی ہے اور ہم اُن کو عین مذہب سمجھتے ہیں۔ اِن نقصانات کا پُورا ذِکر آگے آئے گا۔

ایک غلط فہمی

جو بارہ آیتیں ہم نے ابھی پڑھیں اور اُن کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں اِسی مضمون پر ہیں۔ اِن کو پڑھنے کے بعد ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ کسی عالِم نے ہرگز قُرآن کا مطالعہ کرنے اور اِس پر غور کرنے سے منع نہیں کیا ہوگا۔

اگر کسی نے قرآن کا پورا مطالعہ نہیں کیا تو وہ عالم ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر جس عالم نے اِن آیتوں کا مطالعہ کرلیا ہو وہ کس طرح اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرسکتا ہے میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ ایسا کوئی فتویٰ میری نظر سے نہیں گزرا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یہ غلط بات کسی نے مشہور کردی ہے کہ صرف لفظ پڑھو۔ ترجمہ پڑھنے سے تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور اِس کا ایک اور بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ اگر حقیقت میں عالم یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ ترجمہ سے گمراہ ہو جائیں گے تو بہت سے بڑے مانے ہوئے عالم ترجمہ کیوں کرتے اور اِس گمراہ کرنے کے گناہ کو کیوں اپنے ذمہ لیتے؟

قرآن کا ترجمہ کرنے والوں میں بڑے بڑے علماء کے نام ہیں اور یہ علماء مختلف مسالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِن میں سے کسی نے بھی ترجمے کو گمراہی کا سبب نہیں سمجھا بلکہ عمر بھر سخت محنت کرکے قرآن کا ترجمہ کیا تاکہ لوگ ہدایت پاسکیں اِن میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔

جناب اشرف علی تھانوی۔
جناب احمد رضا بریلوی۔
جناب مودودی۔
جناب فتح محمد جالندھری۔
جناب فہیم الدین صاحب۔

اِن کے علاوہ بہت سے علماء نے بھی تفسیریں لکھی ہیں۔

چوتھا باب

پڑھنے والوں سے ایک ضروری گزارش

تیسرے باب میں آپ نے بہت سی آیتیں پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معنوں کو سمجھنا اور اُن پر غور کرنا اور عمل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور ایسا نہ کرنے والوں پر سخت ناراضگی کا اِظہار کیا ہے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں نے قرآن کے معنی سے ناواقف رہ کر بہت سے غلط طریقے اختیار کر لئے ہیں اور اِس طرح اِسلام کی رُوح کو بِالکل کھو کھلا کر دِیا ہے بلکہ اکثر صورتوں میں تو جن باتوں پر اللہ نے قرآن میں صاف صاف ناراضگی ظاہِر کی ہے اُن کو مذہب کا ضروری حِصّہ اور اللہ کو خُوش کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ اگلے ابواب میں اِس کی تفصیل آپ کے سامنے آئے گی۔

میں آپ کے سامنے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی خاص عقیدے کا طرف دار نہیں ہوں بلکہ اللہ کے فرمان کے مُطابِق فرقہ بنانے یا فرقے سے تعلّق رکھنے کو گُناہ سمجھتا ہوں۔ آیت ہے:۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾

"تم اِن مُشرکوں کے ساتھ شامل نہ ہو جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے طریقے پر بہت خُوش ہے۔ جو اُس نے اِختیار کر رکھا ہے۔"
(سُورۃ الرُّوم: ۳۱-۳۲)

فِرقوں کو قائم کرنے والوں کو اللہ نے مُشرک قرار دِیا ہے۔

میں اِس کِتاب میں صِرف قرآنی آیتیں پیش کر رہا ہوں اور قرآنی آیت وہ ہے جس سے کسی مُسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ نہ میں کسی عقیدے کا طرفدار ہوں نہ کسی کے عقیدے

کو غلط کہنا چاہتا ہُوں۔ مَیں تو قرآن کی آیتیں پیش کر رہا ہُوں۔ ہر مُسلمان کا فرض ہے کہ وہ قُرآن کی آیتوں کو پڑھے اور اِن کو سمجھ کر خُود اَپنے عقائِد اور طَرِیقوں پر غور کرے۔

اَگر اس کے عَقِیدے قُرآنی اِحکام کے مُطابِق ہوں تو سُبحانَ اللہ! بہت اچھّی بات ہے۔ شَرط یہ ہے کہ قُرآنی آیت کا جو صاف صاف مطلب ہے اُسے کھینچ تان کر اَپنے عَقِیدے کے مُطابِق نہ بنایا جائے بلکہ اپنے عَقِیدے کو آیت میں آئے ہُوئے حُکم کے مُطابق بنایا جائے۔ اور اگر اُس کے عَقِیدے یا اَعمال آیت کے خِلاف ہوں اور اُن کا ثبوت صِرف یہ ہو کہ اُس کے بُزرگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں تو یہ طَرِیقہ کسی مُسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ اللہ کے حُکم کی خِلاف وَرزِی تو دُنیا اور آخرت میں ایک مومن کی تباہی کا باعث ہوگی۔

مکّے کے لوگ بھی رَسُولُ اللہ کی تبلیغ کے جواب میں یہی کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا مُدّتوں سے جو کُچھ کرتے آئے ہیں ہم تو وُہی کریں گے۔ پچھلی اُمّتوں میں حضرت صالحؑ اور حضرت شُعَیبؑ کی اُمّتوں نے بھی یہی کہا تھا۔ (اُس کا ذِکر آگے آئے گا)۔

پانچواں باب

قرآن کو معنیٰ سمجھے بغیر پڑھنے کا نتیجہ

شِرک

اللہ کے پیغام کو سمجھے بغیر پڑھنے سے یُوں تو اِسلام کے ہر پہلُو پر بُرا اثر پڑا ہے لیکن دو باتیں ایسی ہیں جنہوں نے اِسلام کی بُنیادیں ہی ہِلا دی ہیں۔ اِن میں ایک شِرک ہے اور دُوسری فِرقوں میں تقسیم ہونا ہے۔

میرے دوست کا مشورہ تھا کہ مَیں شِرک کے مضمون کو نہ چھیڑوں کیونکہ اُمّتِ مُسلِمہ اِس معاملے میں دو حصّوں میں بٹی ہُوئی ہے اور کوئی فریق دُوسرے کی بات ماننے کو تیار نہیں ہے۔ ایک فریق ایک عمل کو شِرک قرار دیتا ہے اور دُوسرا اُس کو اَپنے عقیدے کا ضروری حِصّہ سمجھتا ہے میرے دوست کا خیال تھا کہ مَیں خواہ مخواہ ایک گروہ کا طرف دار سمجھا جاؤں گا۔ لیکن مَیں پچھلے باب میں صاف صاف اعلان کر چُکا ہُوں۔

اِس کے ساتھ یہ مُعاملہ بھی اَہم ہے کہ کُچھ آیتیں میرے عِلم میں ہوں اور مَیں اُن کو کسی اِلزام سے ڈر کر بیان نہ کرُوں۔ تو یہ آیتوں کا چھپانا ہے۔ اور آیتوں کو چُھپانے والے کے مُتعلّق گُزشتہ صفحات پر جو آیت دِی گئی ہے وہ بتا رہی ہے کہ آیت چُھپانے والے پر اللہ اور اُس کی ساری مخلُوق اِنسان، جِنّ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

شِرک اور فرقوں کے بارے میں آیتوں کے بیان کرنے سے میرا مقصد صرف اُن کو پڑھنے والوں کے عِلم میں لانا ہے۔ اِن کو پڑھ کر اَپنے طریقے میں کوئی تبدیلی کرنا یا نہ کرنا ہر شخص کا ذاتی مُعاملہ ہے۔

شرک

شرک اللہ کی نظر میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ بڑا رحیم ہے۔ وہ بندوں کے گناہ مُعاف کر دیتا ہے۔ لیکن اُس نے صاف بتا دیا ہے کہ شرک کرنے والے کی ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۝

"سمجھ لو اللہ تعالیٰ اُس گناہ کو نہ بخشے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے۔ اِس کے عِلاوہ جتنے گناہ ہیں وہ جسے چاہے بخش دے گا۔" (سُورۃ النِساء:۴۸)

اِس آیت کو پڑھنے کے بعد کوئی اللہ سے ڈرنے والا مُسلمان شرک میں مُبتلا نہیں ہو سکتا۔ شرک کی وجہ قرآنی اِحکام سے ناواقفیّت کے عِلاوہ زیادہ تر یہ ہے کہ ہم جس عمل کو اپنے بزرگوں کے زمانے سے ہوتا ہُوا دیکھتے رہے ہیں۔ ہم اُس کو نہ صِرف جائز بلکہ ثواب کا باعث سمجھتے ہیں۔ یہ غلطی پچھلی اُمتیں بھی کرتی رہی ہیں سُورۃ ھُود میں حضرت صالحؑ کی اُمت کا ذِکر ہے۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۝

اُنہوں نے کہا کہ اے صالحؑ! تُم تو پہلے سمجھ دار تھے۔ کیا تُم ہمیں اِن ہستیوں کی عقیدت سے روکتے ہو جن سے ہمارے باپ دادا عقیدت رکھتے تھے۔

(سُورۃ ھُود:۶۲)

اِسی سُورۃ میں اور پیغمبروں کی اُمتوں کا بھی ذِکر ہے۔ حضرت شُعیبؑ کی اُمّت نے بھی اِسی قِسم کا جواب دیا۔ اور اِس طرح اُن اُمتوں نے اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔ ہمیں چاہیے کہ بزرگوں کے طریقے کو آخری بات نہ سمجھیں بلکہ آخری فیصلہ قرآن سے حاصل کریں۔

قرآن کے معنوں سے ناواقفیت ہماری عاقبت خراب کرسکتی ہے۔

دُعاء

دُعاء انسان کی ضرورت ہے۔ ہر انسان کی کچھ خواہشیں ہوتی ہیں۔ وہ اُن کو پُورا کرنے کے لئے اللہ سے دُعاء مانگتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں اِس سے شرک کا گناہ ہونے کا خطرہ ہے۔

آیئے! اب قرآن کی چند اہم آیتوں کا مطالعہ کریں:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾

"تم قرآن کے احکام کی پیروی کرو جو تمہارے ربّ نے تمہارے پاس بھیجے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنے اولیاء نہ بناؤ۔ ویسے تم لوگ نصیحت کم ہی مانتے ہو۔"
(سُورۃ الاعراف:۳)

ایک اور آیت میں اِرشاد ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟

"اور دُعاء میں اللہ کے سِوا کسی اور کو شامل نہ کرو اللہ کے سِوا کوئی اور کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا۔" (سُورۃ القصص:۸۸)

ذریعہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ معمولی طور پر ہماری دُعاء نہیں سُنتا۔ اگر دُعاء قبول کروانی ہو تو کسی بزرگ کے ذریعہ سے دُعاء مانگو۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ بندے سے بہت قریب ہے وہ اِس کی تمام دُعائیں سُنتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ

''اور جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو بتا دیں کہ میں اُن کے قریب ہی ہوں۔''
(سورۃ البقرۃ:۱۸۶)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ

''تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔''
(سورۃ المؤمن:۶۰)

یہ درست ہے کہ بعض دفعہ دعاء قبول نہیں ہوتی۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ وہ بات مانگنے والے کے حق میں نہیں سمجھتا۔

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

''اور بعض دفعہ انسان برائی کی دعاء اس طرح مانگتا ہے گویا وہ اُس کے لئے اچھی ہے۔ انسان اصل میں بہت جلدباز ہے'' (سورۃ بنی اسرائیل:۱۱)

یوں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ بھی کسی سخت حاکم کی طرح ہے جو لوگوں کی بات نہیں سنتا جب تک کہ کسی کی سفارش نہ کرائی جائے۔ اس لئے وہ کسی بزرگ کا ذریعہ ڈھونڈتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:۔

تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ﴿۲﴾

''تم میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ'' (سورۃ بنی اسرائیل:۲)

ذریعہ استعمال کرنے پر کچھ اور آیتیں دیکھئے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾

بے شک آسمانوں اور زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہے۔ وُہی جِلاتا اور مارتا ہے اور اللہ کے سِوا تُمہارا نہ کوئی وَلی ہے نہ مددگار۔ (سُورۃ التوبہ:۱۱۶)

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

نہ کوئی اُس کے اِختیارات میں شریک ہے اور نہ وہ کم زور ہے کہ کوئی اُس کا وَلی ہو۔ تم اللہ کی طاقت کو صحیح طور پر پہچانو۔ (سُورۃ بنی اِسرائیل:۱۱۱)

اِن صفحوں پر آٹھ آیتیں دی گئی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حُکم دیا ہے کہ اُس سے دُعاء کرتے وقت کسی اور کو اُس کے ساتھ شامل نہ کرو۔ اَب آپ خُود دیکھیں اور غور کریں کہ آپ کی دُعاء اِن آیتوں میں دیئے ہُوئے حُکم کے مُطابق ہوتی ہے یا نہیں؟

اللہ سے محبّت

بعض لوگ حد سے بڑھ جاتے ہیں اور جن کے ذریعہ دُعاء مانگتے ہیں اُن کو حد سے زیادہ اہمیّت دیتے ہیں:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے ساتھ اوروں کو مِلاتے ہیں اور اُن سے ایسی محبّت رکھتے ہیں جیسی اللہ سے ہونی چاہیئے۔ لیکن جو سچّے مؤمن ہیں وہ صِرف اللہ سے گہری محبّت رکھتے ہیں" (سُورۃ البقرہ:۱۶۵)

اللہ سے مِلانا

ایک اور خیال بعض لوگوں کا یہ ہے کہ جن بزرگوں کے ذریعہ سے دُعاء مانگی جاتی ہے وہ اُن کو اللہ سے مِلادیں گے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾

''یادرکھو کہ عقیدتِ خالص اللہ ہی سے ہونی چاہئے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور اولیاء مدد گار بنائے ہُوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اِن سے اِس لئے عقیدت رکھتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے مِلا دیں گے۔ اِن لوگوں نے اہلِ ایمان سے جو یہ اختلاف پیدا کیا ہے اللہ قیامت کے دِن اِس کا فیصلہ کر دے گا اللہ ایسے لوگوں کو سیدھا راستہ نہیں دِکھاتا جو جھُوٹے اور مُنکر ہوں۔''

(سُورۃ الزُّمر:۳)

سِفارش

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان بزرگوں سے اللہ کے حضور میں سِفارش کرواتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حُکم اِس کے خِلاف ہے۔ ایک مُختصر مگر بالکل صاف صاف آیت مُلاحظہ کریں۔

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ﴿۲﴾

''تُم میرے سوا کسی کو اپنا وکیل مت بناؤ۔'' (سُورۃ بنی اسرائیل:۲)

اِس مضمون پر قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

''اور یہ لوگ اللہ کے سِوا جن سے اپنی مُرادیں مانگتے ہیں وہ اِن کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نُقصان اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری سِفارش کریں گے۔ آپ اِن سے کہہ دیجئے کہ کیا تُم اللہ کے سامنے

ایسی باتیں بناتے ہو جو وہ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا۔ یہ لوگ جو شرک کی گندگی اللہ سے منسوب کرتے ہیں وہ اس سے پاک ہے۔" (سورۃ یونس:۱۸)

ایک اور آیت ہے:۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

"کیا لوگوں نے اللہ کے سوا دُوسروں کو اپنی سفارش کرنے والا سمجھا ہُوا ہے۔ آپ اِن سے کہہ دیں کہ نہ اُن میں اِس کی طاقت ہے اور نہ اِن کو اِس کا علم ہے۔" (سورۃ الزُمر:۴۳)

اللہ کے سِوا اور لوگوں کو دُعاء میں شامِل کرنے کے لئے جو مُسلمان ذریعہ سِفارش یا اللہ سے مِلانے کا طریقہ یا اِسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ اُوپر دی ہُوئی آیتیں اِس کی اجازت نہیں دیتیں۔ اِن الفاظ کے علاوہ اِنسانوں کے نام دُعاء میں شامِل کرنے کے لئے ایک اور لفظ کی مدد بھی لی جاتی ہے اور وہ لفظ ہے وسیلہ لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ استعمال کرنے کے مُتعلق قُرآن میں بھی ذِکر آیا ہے۔ آیئے ہم دیکھیں قُرآن وسیلے کے مُتعلق کیا کہتا ہے:۔

وسیلہ

وسیلے کے مُتعلق ایک آیت ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے نزدیک پہنچنے کا وسیلہ پیدا کرو۔ اُسکی راہ میں جان و مال سے پُوری کوشش کرو۔ اُمید ہے کہ تُم کامیاب ہو جاؤ گے۔"

(سورۃ المائدہ:۳۵)

دیکھئے وسیلے کی تشریح کرتے ہوئے اللہ نے خود بتایا ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے کوشش کرو۔ اس آیت میں کسی انسان کے وسیلے کا تو کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ اور مل بھی کس طرح سکتا ہے پچھلے چند صفحوں میں ایسی بہت سی آیتیں دی گئی ہیں جن میں اللہ نے اس معاملے کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک نیچے درج ہے:۔

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ﴿۲﴾

تم میرے سوا کسی کو وکیل مت بناؤ:۔ (سورۃ بنی اسرائیل:۲)

ایک اور آیت میں اللہ نے دعاء کا ایک طریقہ بتایا ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪

''اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں۔ تم وہ نام لے کر دعا کیا کرو۔۔'' (سورۃ الاعراف : ۱۸۰)

مثلاً رزق کی دعاء کرتے ہوئے بجائے کسی انسان کا وسیلہ ڈھونڈنے کے یہ کہیں کہ اے اللہ تو رازق ہے میری مدد فرما۔

جہاں تک وسیلے کے لفظ کا تعلق ہے وہ اس صفحے میں دی ہوئی آیت کے علاوہ ایک جگہ اور آیا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

''لوگ جن کو دعاء میں پکارتے ہیں وہ تو خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان میں کون اپنے رب کے زیادہ قریب پہنچتا ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور واقعی اپنے رب کے عذاب سے ڈرنا بھی چاہیے۔

(سورۃ بنی اسرائیل:۵۷)

اِس آیت میں تو اللہ نے وَسیلے کی بِالکل نَفی کر دی۔ فرمایا کہ جِن لوگوں کا تُم وَسیلہ ڈھونڈتے ہو وہ خُود وَسیلے کی تلاش میں ہیں۔ ایک اَور زبردست اَور فیصلہ کُن آیت پڑھیے:۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾

"ہاں تو کیا لوگوں نے اللہ کے عِلاوہ دُوسروں کو سِفارش کرنے والا سمجھ رکھا ہے۔ (اَے نبی) اِن کو بتا دیجیے کہ وہ کیا سِفارش کریں گے جِن کو نہ کوئی اِختیار ہے اَور نہ اِس کا کُچھ علم ہے اور یہ بھی بتا دیجیے کہ سب سِفارش اللہ کے اِختیار میں ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور تُم سب اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اَور جب صِرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اِن کے دِل تنگی محسُوس کرتے ہیں کیونکہ اُنہیں اللہ کے سامنے پیش ہونے پر یقین نہیں ہے اَور جب اُس کے سِوا اَور لوگوں کے نام بھی آجاتے ہیں تو وہ بہت خُوش ہوتے ہیں۔"

(سُورۃ الزُمر ۴۳-۴۴-۴۵)

اَصل بات یہ ہے کہ قُرآن سے مُکمل ناواقفیت کی وجہ سے ہم آہستہ آہستہ بُت پرستی کے تصوّرات کو اَپنے دِین میں شامِل کرتے جارہے ہیں۔ بُت پرست بھی یہی کہتے تھے کہ بُت ہماری سِفارش اللہ سے کریں گے۔ اللہ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴿٦٠﴾

"تُمہارے رَبّ کا فرمان ہے کہ مجُھ سے مانگو۔ مَیں تُمھاری دُعا قبُول کروں گا۔"

(سُورۃ المؤمن:۶۰)

أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا ﴿٢﴾

تم میرے سوا کسی کو اپنا وکیل مت بناؤ" (سورۃ بنی اسرائیل: ۲)

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴿۸۸﴾

"دُعا میں اللہ کے سوا کسی کو شامل مت کرو۔ اللہ کے سوا کوئی کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا:"
(سورۃ القصص : ۸۸)

بار بار اللہ اس بات کو دُہرا رہا ہے لیکن ہم تو صرف عربی الفاظ پڑھتے ہیں ہمیں کیا معلوم اللہ کیا حکم دے رہا ہے۔ ہم اپنے پرانے طریقے پر چل رہے ہیں اصل بات اللہ نے فرمادی:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ﴿۶۷﴾

"بندوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں پہچانی جیسا کہ حق تھا:" (سورۃ الزمر : ۶۷)

نماز میں بھی اللہ بندے سے یہ وعدہ لیتا ہے

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر رکعت میں اللہ ہم سے یہ وعدہ لیتا ہے:۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾

"ہم صرف تجھے اپنا حاکم مانتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔" (سورۃ فاتحہ: ۴)

ہم چونکہ عربی الفاظ کے معنی نہیں جانتے۔ اس لئے صرف "تجھ سے" زبان سے تو کہتے ہیں لیکن دُعاء میں اوروں کو شامل کرتے ہیں۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآن کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے کس طرح اسلام کے بنیادی عقیدے "وحدانیت" کو نقصان پہنچا۔ وحدانیت صرف زبان سے اللہ کو ایک کہنا نہیں ہے بلکہ یہ سمجھنا ہے کہ اُس کے سوا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

ایک ماننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اُس کے احکام کی پابندی کو ضروری سمجھیں۔
جس طرح غلام کے لئے آقا کا حکم ماننا ضروری ہے۔ اور اللہ کے حکم کا پابند ہونے کے لئے اُس کو آقا کے احکام معلوم ہونے چاہئیں۔

قُرآن سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے لوگ اِن آیتوں کو پڑھ کر حیران ہوں گے کہ واقعی یہ آیتیں قُرآن میں ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ آیتیں ہم عُلماء سے بھی اُن کے خُطبے یا وعظ میں بہت کم سُنتے ہیں۔

مُسلمانوں کی بڑی تعداد ایسی ہے کہ اگر اُسے معلُوم ہو جائے کہ قُرآن میں کیا حُکم ہے تو وہ اللہ سے ڈرتے ہُوئے اِس کو ضرور مانیں گے اور اِس پر عمل کریں گے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ قُرآن کو سمجھ کر پڑھنے کا عمل شروع کریں۔ اوروں کو بھی اِس پر آمادہ کریں۔ ایک آسان کام یہ ہے کہ اگر یہ کتاب آپ تک پُہنچے تو اِس کو اوروں کو بھی پڑھوائیں تاکہ وہ قُرآنی آیات سے واقفیت حاصل کریں۔

قُرآنی دُعائیں

اللہ تعالیٰ بہت رحیم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کے بندے سیدھی راہ پر چلیں اور قیامت کے روز عذاب سے بچیں۔ پچھلے صفحات میں آپ نے ایسی کئی آیات پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے شرک سے بچنے کے لئے بندوں کو ہدایت دی ہے۔ اللہ نے صرف اِسی پر بس نہیں کیا بلکہ قرآن میں جا بجا دُعاؤں کے بہت سے نمُونے بھی اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے دیئے ہیں۔ اِن میں سے تین دُعائیں پیش کرتا ہُوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اِن دُعاؤں میں اور اِن کے علاوہ قُرآن میں دی ہُوئی کسی اور دُعا میں بھی اللہ کے سوا کسی کی سفارش کسی کا واسطہ اور کسی کا دخل نہیں پایا جاتا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

یہ آیات بہت ہی اہم ہیں اور ایک خاص برکت کی حامل ہیں۔ یہ آیتیں اِن چند آیتوں میں سے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر معراج کے موقع پر عرش پر اُتری ہیں آپ اِن کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اِن کا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے۔

"اے ہمارے رب! ہماری بھول اور خطاؤں پر ہماری پکڑ نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسے سخت حکم نہ بھیجنا جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر بھیجے تھے۔ اے ہمارے رب! ہم پر دُنیا اور آخرت میں کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالنا جس کو سہارنے کی ہم میں طاقت نہ ہو اے ہمارے رب ہمیں مُعاف کر دیجئے۔ ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم کیجئے۔ آپ ہی ہمارے مولا ہیں۔ اور ہمیں کافروں پر غالب رکھئے۔" (سُورۃ البقرۃ:۲۸۶)

دُعاء کا یہ نمونہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے موقع پر عطا کیا۔ اِس میں نہ کسی سفارش کا ذکر ہے نہ کسی وسیلے کا۔ ہم چاہیں تو رسُولِ کریمؐ کا حوالہ اِس طرح دے سکتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیرے رسُولؐ کی اُمّت میں سے ہیں ہم پر رحم فرما۔ ہماری دُعاء قبول کر لے۔ اِس طرح اللہ کا حکم بھی پُورا ہو جاتا ہے کیونکہ ہم دُعاء صِرف اللہ ہی سے کر رہے ہیں اور رسُولؐ کی اُمّت میں ہونا بھی اللہ کے اِحکام کی پیروی ہے۔

اِس آیت میں ایک قابلِ توجہ بات یہ ہے:۔

اللہ نے ہم سے اِس دُعاء میں یہ الفاظ کہلوائے ہیں:۔

"آپ ہی ہمارے مولا ہیں"

یعنی اللہ نے مولا کا خطاب خُود اپنے لئے پسند کیا ہے ایک اور آیت ہے جو اِس سے بھی زیادہ پُرزور ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

"تم اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہ ہی تمہارا مولا ہے اور کتنا اچھا مولا ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔" (سُورۃ الحج:۷۸)

لیکن ہم نے بہت سے مولا بنائے ہوئے ہیں اور اِنہی سے مدد بھی مانگتے ہیں۔ اللہ سب کو نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

حد یہ ہے کہ ہم ہر عالم کو بھی مولانا کہتے ہیں۔ یعنی ہمارا مالِک۔ یہ وہ لفظ ہے جو اللہ نے اَپنے لئے مخصوص کیا ہے۔ ہم عالِم کو "مولوی" تو کہہ سکتے ہیں۔ مولوی کے معنٰی ہیں مولا والا لیکن مولانا یعنی ہمارا مالِک نہیں کہہ سکتے۔ مولا کا لفظ صرف اللہ کے لئے ہے۔

یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ ہم مولانا کا لفظ ہر اُس آدمی کے لئے اِستعمال کرتے ہیں جس نے داڑھی رکھی ہو۔ اور بعض دفعہ تو اِس لفظ کا اِستعمال ادب کے لئے نہیں بلکہ مذاق اور بے عزتی کے لئے ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ اکثر سُننے جاتے ہیں:۔

"اَبے آج وہ مولانا نہیں آیا۔ ہر روز دیر کر دیتا ہے بڑا ہی بدمعاش ہے۔"

یہ سب گستاخیاں اِسی بات کا نتیجہ ہیں کہ ہم قرآن کو معنٰی کے ساتھ نہیں پڑھتے۔ ہمیں الفاظ کے معنٰی ہی معلوم نہیں۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

اِس کا ترجمہ یہ ہے:۔

اَے ہمارے ربّ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہماری بُرائیوں کو دُور کر دیجئے اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ کیجئے۔ (سورۃ آلِ عمران: ۱۹۳)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اِس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اَے ہمارے ربّ! ہمیں دُنیا میں اچھی چیزیں عطا کر اور آخرت میں بھی اچھی چیزیں بخش اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔" (سورۃ البقرۃ: ۲۰۱)

چھٹا باب

قرآن کو معنیٰ سمجھے بغیر پڑھنے کا نتیجہ

(۲) فرقے

سب مسلمانوں کو معلوم ہے کہ ملّت اسلامیہ فرقوں میں بٹ گئی ہے اور اس سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ کوئی فرقہ اس جھگڑے کو دور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح راستے پر ہے اور دوسرے غلطی پر ہیں۔ آیئے کوئی رائے ظاہر کرنے سے پہلے ہم اپنے قاعدے کے مطابق پہلے قرآن سے رہنمائی حاصل کریں:۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۝

''اللہ کی رسّی کو تم سب مل کر مضبوط پکڑے رہو اور نا اتفاقی کر کے فرقے مت بناؤ۔''
(سورۃ آلِ عمران:۱۰۳)

مسلمانوں کے لئے فرقے بنانے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اگر کوئی اختلاف ہو تو قرآنی احکام کی روشنی میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

''اور ہم نے قرآن کو اسی واسطے نازل کیا ہے کہ جن باتوں پر لوگوں کا جھگڑا ہو اس کو صاف کر دیا جائے تا کہ مومنوں کو صحیح راستہ اور رحمت حاصل ہو۔'' (سورۃ النحل:۶۴)

لیکن ہم لوگوں نے قرآن سے قطع تعلق کیا ہوا ہے ہم زیادہ تر روایتوں اور اپنے باپ دادا کے طریقے کو صحیح سمجھتے ہیں اور صرف صحیح نہیں سمجھتے بلکہ اور سب کے طریقے کو غلط کہتے ہیں۔

ایسے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

''تم اِن مُشرکوں کے ساتھ شامل نہ ہو جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے ہر گروہ اپنے اس طریقے پر بہت خُوش ہے جو اُس نے اِختیار کر رکھا ہے۔''

(سُورۃ الرُّوم: ۳۱-۳۲)

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾

''بے شک یہ اُمّت ایک واحد اُمّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرو۔ اِن لوگوں نے دین میں اپنا اپنا طریقہ الگ کر کے اِختلاف پیدا کر لیا ہے۔ ہر گروہ اُس دین سے خُوش ہے جو اُس نے اِختیار کیا ہے۔ سو آپ اُن کو اِس جہالت میں اُن کی موت تک رہنے دیجئے۔''

(سُورۃ المومنون: ۵۲-۵۴)

آپ نے دیکھا اِن آیات سے فرقے بنانے پر اللہ کی کتنی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔

ابھی ناراضگی کی اور آیتیں مُلاحظہ فرمائیں:۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

''بے شک یہ ایک واحد اُمّت ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ میرے حُکم کی پیروی کرو۔ جن لوگوں نے اِختلاف پیدا کیا ہے وہ جان لیں کہ اُنہیں جلد میرے سامنے حاضر ہونا ہے۔''

(سُورۃ الانبیاء: ۹۲-۹۳)

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

''اور تم اِن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کے صاف صاف اِحکام پہنچنے کے بعد فرقے بنا لیے اور اِختلاف پیدا کیا۔ اِن لوگوں کو بہت سخت عذاب ہو گا۔''

(سُورۃ آلِ عمران: ۱۰۵)

اب میں ایک ایسی ڈرا دینے والی آیت بیان کرتا ہوں جس کا مضمون تین دفعہ نازل ہوا ہے:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

''اور ہم نے تمام انسانوں کو ایک ہی طریقے پر پیدا کیا تھا لیکن اُنہوں نے فرقے بنا لیے اور اگر تمہارے رب کی طرف سے قیامت کا دِن فیصلے کے لئے مقرر نہ کیا ہوتا تو اِن لوگوں کا فیصلہ دُنیا ہی میں کر دیا جاتا۔'' (سُورۃ یُونس: ۱۹)

ایک اور آیت ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾

''وہ لوگ جو اللہ کے صاف حکم پہنچنے کے بعد آپس کی ضد اور دُشمنی سے مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ اگر تمہارے رب کی طرف سے اُن کو قیامت تک مہلت دینے کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا۔ تو اُن لوگوں کا یہیں معاملہ طے کر دیا جاتا۔'' (سُورۃ الشوریٰ: ۱۴)

اس آیت میں ضد اور دُشمنی کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔

ایک اور تیسری آیت بھی اِسی مضمون کی ہے۔ جس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ کتنا اہم ہے۔ یہ آیت حضرت مُوسیٰ کی اُمت کے لئے ہے۔ لیکن چُونکہ قرآن میں دِی گئی ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو بھی اِس طرف توجہ کرنے کی دعوت دِی گئی ہے۔ اگر ہم قرآن کو معنیٰ سمجھ کر پڑھتے تو اِس مضمون کی اِتنی آیتوں کو پڑھ کر کانپ جاتے۔

اور اب ایک آخری بہت ہی سخت آیت:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

”جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مختلف فرقے بن گئے۔ اے نبیؐ! آپ کا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ ہم بتا دیں گے کہ اُن کی بداعمالیاں کیا ہیں۔“
(سورۃ الانعام: ۱۵۹)

آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ دیا کہ فرقے فرقے کرنے والوں سے آنحضرتؐ کا کوئی تعلق نہیں۔ اِس سے زیادہ سخت تنبیہہ ایک مسلمان کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں فرمایا ہے کہ دُنیا مومنوں کے لئے ایک اِمتحان ہے کہ اللہ کا پیغام ملنے کے بعد وہ یا تو صحیح دین پر چلتے ہیں یا شیطانی وسوسوں یا باپ دادا کا چلن دیکھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں:۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَۙ ﴿۴۸﴾

”اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب کو ایک حکم کے ذریعہ سے ایک ہی راستے پر کر دیتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا تا کہ جو دین تم کو دیا گیا ہے اُس میں تمہارا اِمتحان لیا جائے۔ پس تم سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اُس وقت تم کو پتہ چل جائے گا۔ جن باتوں میں تم اِختلاف کرتے تھے۔“
(سورۃ المائدہ: ۴۸)

اللہ سے دُعا ہے سب مسلمان اِس اِمتحان میں پورے اُتریں۔ (آمین)

اِن کے علاوہ اور بھی کئی آیتیں ہیں۔ جن میں اللہ نے فرقوں میں بٹنے والے مسلمانوں کے لئے غصے کا اظہار کیا ہے۔ یہاں تک یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرقہ پسند لوگوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اب اِس سے زیادہ کسی مسلمان کے ڈرنے

کے لئے اور کون سے الفاظ استعمال ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے چونکہ ہم قرآن کو معنیٰ کے ساتھ پڑھتے ہی نہیں۔ اِس لئے ہماری بلا سے کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے۔ ہمارے لئے تو جس خاندان میں پیدا ہوئے ہیں اُسی کا مسلک بہترین ہے اور باقی سب لوگ غلطی پر ہیں بلکہ اُن کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہے۔ ہم اپنے نام کے ساتھ بھی اکثر اپنے فرقے کا لفظ فخریہ لگاتے ہیں تاکہ اُمّت کا فرقوں میں تقسیم ہو جانا اور بھی نمایاں ہو جائے۔

فرقوں کی حقیقت

اب ذرا یہ بھی دیکھئے کہ اِن فرقوں کی بُنیاد کیا ہے؟

پہلی بُنیاد: فِقہ

فِقہ میں مذہب کے بُنیادی اُصولوں پر بحث نہیں ہوتی بلکہ روزمرّہ کی زندگی اور مذہبی اعمال نماز روزہ وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی تفصیل ہوتی ہے۔
آنحضرتؐ کے کئی سو سال بعد جبکہ اِسلام دُور دُور کے مُلکوں میں پہنچ گیا اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں کچھ مسائل پیدا ہونے لگے تو عالموں نے فِقہ کو باقاعدہ تحریر میں لانا شروع کیا۔
ایسی احادیث موجود ہیں جن میں کئی اعمال کو مختلف طریقوں سے کرنے کی اِجازت دی گئی ہے۔ اِن کی دو مثالیں بات کو واضح کر دیں گی:۔

(۱) نماز پڑھتے وقت ہاتھ سینے پر باندھے جائیں یا ناف پر باندھے جائیں یا نیچے چھوڑ دیئے جائیں۔

(۱۱) حج کے بعد مِنیٰ کے میدان میں پہنچ کر پہلے حجامت بنوائی جائے۔ یا کنکریاں ماری جائیں یا قربانی کی جائے۔

آنحضرتؐ نے اِس کی اِجازت دی ہے کہ کوئی سا بھی عمل اختیار کیا جائے۔ سب طریقے

دُرست ہیں۔
اَیسے مُعاملات میں فِقہ کے مُختلف اِماموں نے اِن سب سے کوئی ایک طَرِیقہ لِکھ دِیا جو اُنہیں پَسند تھا۔ یہ امام ایک دوُسرے کے مخالِف نہیں تھے۔ بَلکہ اُن میں سے ایک صاحب دوُسرے کے شاگرد تھے۔ اُس زَمانے میں دَس گیارہ فِقہ کے اِمام تھے۔ آہستہ آہستہ کُچھ اِماموں کے مَاننے والے کم ہوتے گئے۔ اَب صِرف چار ہی رہ گئے ہیں۔

ہمارا فیصلہ

چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اِن عالِموں کی محنت سے فائِدہ اُٹھاتے اَور کِسی بھی مَسئلے پر اُن میں سے کِسی ایک کا طَرِیقہ اِختیار کر لیتے۔ لیکن نہیں۔ ہم سَمجھتے ہیں کہ رسُولؐ پر اِیمانُ لانے کے بعد کِسی ایک اِمام پر اِیمانُ لانا بھی اِتنا ہی ضَروری ہے اَور اُس کے سب فَیصلوں کو مَاننا ہے اَور باقی اِماموں کے فَیصلوں کو رَدّ کرنا ہے۔ اگر آپ اَیسا نہیں کرتے تو آپ ”غَیر مُقلِّد“ ہیں۔

فِرقَہ پرَستی کی اِنتہا

یہی نہیں بلکہ دُوسرے کِسی اِمام کے مَاننے وَالوں کو مُسلمان بھی نہیں سَمجھا جاتا۔ اُن کے پِیچھے نماز بھی نہیں پڑھی جاتی۔ مسجدیں بھی اَلگ اَلگ ہیں۔
پَچھلے دِنوں اِمام کعبہ پاکِستان آئے تو کراچی کے لوگوں نے اِنتظَام کیا کی وہ نماز جُمعہ میں ایک بڑے مَیدان میں اِمامت کے فرائِض انجام دیں تا کہ وہ لوگ بھی جِن کو اَبھی کعبَہ تک پُہنچنے کی سَعادت نَصِیب نہیں ہُوئی اُن کے مُقتدی ہونے کا شَرف حاصِل کر سکیں۔ لیکن اِن سے اَلگ مَسلک رَکھنے والوں نے اِشتہارات اَور جلسَوں کے ذَرِیعہ اِس کی سخت مُخالِفت کی اَور ایک ہنگامہ کھڑا کر دِیا۔ کراچی میں تمام مُلکوں کے اَخباری نُمائندے رہتے ہیں۔ اُنہوں نے جو خبرَیں بھیجی ہوں گی اُن سے اِسلام کا نام بُہت بُلند ہُوا ہوگا۔

ایک اور غضب

یہ دیکھیے کہ ایک ہی اِمام کے ماننے سے بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ دیوبندی اور بریلوی دونوں فرقے حنفی ہیں۔ لیکن اِن میں اِتنا اِختلاف ہے کہ ایک دُوسرے کے جانی دُشمن ہیں۔

مسئلے کا حل

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآنی آیت کا مُطالعہ کرنے کے بعد جن میں سے چند پچھلے صفحوں میں دی گئی ہیں کسی مسلمان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کی وہ کسی فرقے سے تعلّق رکھے۔ جبکہ اللہ نے یہاں تک فرمادیا کہ آنحضرت کا اُن لوگوں سے کوئی تعلّق نہیں جو فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

دُوسری ضرُوری بات یہ ہے کہ فِقہ کے یہ اِمام بہت بڑے عالِم تھے اور قرآن کی گہری سمجھ رکھتے تھے وہ ہماری طرح قرآن کے صرف لفظ دُہرانے والے نہیں تھے۔ اُمّت کو فرقوں میں تقسیم کرنا اُن کا مقصد ہو ہی نہیں سکتا۔

اُنہوں نے مُختلف مذہبی اَعمال کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہماری رہنُمائی فرمائی اور مُختلف اِماموں نے ہمیں بتایا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو کن طریقوں سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ اُنہوں نے یہ طریقے خُود ایجاد نہیں کیے بلکہ اُن کے پیچھے حدیثیں ہیں جو اُن طریقوں کی اِجازت دیتی ہیں۔

اگر ہم اِس بات کو بہت ضرُوری سمجھتے ہیں (حالانکہ یہ بات ضرُوری نہیں) کہ صرف ایک اِمام کی پیروی کی جائے تو ہم کم از کم اِتنا تو کرسکتے ہیں کہ دُوسروں کو بھی کسی ایک اِمام کو چھانٹنے کا حق دیں اور اُنہیں مُسلمان ہونے سے تو خارج نہ کریں۔ آپ کا اِمام سب سے

بہتر صرف اِس لئے ہے کہ آپ کے باپ دادا اُس کے پیرو تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

"اپنا مسلک چھوڑو نہیں دُوسروں کا مسلک چھیڑو نہیں"

اور پھر اگر آپ کے اِمام کا مسلک ماننا ضرُوری ہے تو اُن لوگوں کے مُتعلق کیا کہا جائے گا جو اِن اماموں کی پیدائش سے پہلے تھے۔ صحابہ کرامؓ کا مسلک کیا تھا؟ کوئی صاحب بتائیں۔ کیا قُرآن میں کہیں اِس بات کا ذِکر ہے کہ کسی اِمام کی پیروی ضرُوری ہے؟

فِرقے بننے کی دُوسری بُنیاد: تصوّف کے سِلسلے

فِقہ کے عِلاوہ یہ دُوسری بُنیاد ہے جس پر مُسلمان فرقوں میں بٹے ہُوئے ہیں۔ اور بعض لوگ بڑے فخر کے ساتھ اپنے نام کے ساتھ اپنا فِرقہ بھی لکھتے ہیں تا کہ فِرقہ بندی نُمایاں ہو جائے۔ یہ بات تو ایک اچھی بات ہے کہ کسی بزرگ کو جو شریعت سے واقف ہُوں اپنا رہنُما بنا لیا جائے اور اگر کسی معاملے میں دِل میں شبہ یا وسوسہ آئے تو اُن سے ہدایت حاصِل کر لی جائے۔ لیکن اُن سے اپنے تعلّق کو ایک الگ فِرقے کے طور پر ظاہِر کرنا اللہ کے اِحکام کی خِلاف ورزی ہے جیسا کہ پہلے دِی گئی آیتیں ظاہِر کرتی ہیں یہ چشتی، نقشبندی، وغیرہ تمام سِلسلے اپنی جگہ دُرست ہیں۔ اُن کے اللہ کے ذِکر کرنے کے طریقے مُختلف ہیں تو اِس مین کوئی حرج نہیں۔ اللہ کی یاد کئی طریقوں سے کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہاں بھی وُہی فِقہ والی ذہنیّت موجُود ہے۔ ہر سِلسلے کے پیرو اپنے آپ کو الگ جماعت بنانے کا شوق رکھتے ہیں اور اُن کے مُنہ سے آپ اکثر یہ فقرہ سُنیں گے:۔

"وہ ہماری جماعت کا آدمی نہیں"

اللہ بار بار فرماتا ہے (دیکھئے پچھلے صفحات پر آیتیں) کہ "تُم ایک جماعت ہو"۔ لیکن ہم الگ الگ جماعتیں بنانے پر فخر کرتے ہیں۔ اگر ہم قُرآن پر توجہ کریں۔ ان آیتوں کو دیکھیں جو اللہ نے فرقہ بنانے والوں کے بارے مین نازِل کی ہیں تو ہم یقیناً کانپ جائیں۔

اگر ہماری نیت درست ہو تو اِس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے۔

مسئلے کا آسان حل

(ا) فقہ کے معاملے میں یہ بات واضح ہے کہ سب امام عالِم تھے اور انہوں نے حدیثوں کی مدد سے ہی اپنی اپنی فقہ بنائی۔ اِس لئے ہمیشہ سے سب اماموں کو برحق مانا جاتا ہے۔
اگر ہم یہ اُصول مان لیں کہ ہر مسلمان جس امام کی چاہے فقہ قبول کرے۔ خود اِس پر عمل کرے اور باقی لوگوں کو بھی یہی اختیار دے۔ سب کو ظاہر میں نہیں بلکہ حقیقت میں مسلمان سمجھا جائے اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کو رائج کیا جائے۔ خانہ کعبہ میں اِس کا نقشہ نظر آتا ہے وہاں ایک ہی امام کے پیچھے کسی نے سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ہیں کسی نے چھوڑے ہوئے ہیں۔ کوئی آمین زور سے کہتا ہے کوئی خاموشی سے۔ ہر آدمی اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نماز کا پورا حق ادا ہوتا ہے۔
لیکن دراصل مسئلہ ضِد اور دُشمنی کا ہے۔ ہر مسلک رکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اِس کی فقہ تو صحیح ہے اور باقی اماموں نے اپنی طرف سے گھڑی ہے۔ یہ آیت پہلے بھی آچکی ہے لیکن میں ایک دفعہ اُسے یہاں دُہرانا چاہتا ہوں:۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

''وہ لوگ جو اللہ کے صاف حکم پہنچنے کے بعد آپس کی ضِد اور دُشمنی سے مختلف فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ اگر تمہارے رب کی طرف سے اُن کو قیامت تک مہلت دینے کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا۔ تو اُن کا معاملہ یہیں طے کر دیا جاتا۔'' (سُورۃ الشوریٰ:۱۴)

(ii) تصوّف کے سلسلوں کے حوالے سے جو الفاظ چشتی نقشبندی وغیرہ ناموں کے ساتھ

لگائے جاتے ہیں۔ وہ بھی ضروری نہیں کیونکہ اس سے اللہ کے اِس فرمان کی نفی ہوتی ہے کہ یہ اُمّت ایک واحد اُمّت ہے آپ کو جس بزرگ کے اللہ کے ذِکر کا طریقہ پسند ہو آپ وُہی اِختیار کر سکتے ہیں لیکن اَور بزرگوں کے طریقے اِختیار کرنے والوں کو آپ اَپنے سے اَلگ نہ سمجھیں۔ اِس طرح آپ فِرقہ پیدا کرنے کے گُناہ سے بچ جائیں گے۔ اِسلام کی تین بُنیادیں ہیں:۔ (۱) اللہ (۲) رسُولؐ (۳) قُرآن

اگر ان تین معاملوں میں کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھے جو اللہ کے بتائے ہُوئے اُصُولوں سے مُختلف ہو تو اُن کو اَلگ فِرقہ قرار دینا اَور اُن سے قطع تعلّق کرنا ہر مُسلمان کا فرض ہے۔ اَور یہ بھی اِس حالت میں جب کوئی اَپنے اِختلاف کا کُھلا اِعلان کرے۔ ورنہ اللہ کا حکم تو یہ ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

''اے اِیمان والو! اگر کوئی شخص تمہیں سفر (جہاد) میں بھی مِل جائے اَور سلام کہہ کر اَپنا مُسلمان ہونا ظاہر کرے تو تم اُس کو یہ نہ کہو تم مُسلمان نہیں ہو۔'' (سُورۃ النِّساء: ۹۴)

مُسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ رسُولؐ اَور قُرآن کے عقیدوں میں کسی اِختلاف کو قبول نہ کریں۔ لیکن فِقہ کے اِمام یا مُرشد کے سِلسلے یا کسی مُلک یا قبیلے کے تعلّق کو اِس طرح نُمایاں نہ کریں جن سے اللہ کے حُکم کی خِلاف ورزی ہو اَور اُمّت فِرقوں میں بٹی ہُوئی نظر آئے۔

ساتواں باب

قرآن کو معنیٰ سمجھے بغیر پڑھنے کا نتیجہ

(۳) مختلف معاملات

پچھلے دو باب پڑھنے سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ہم کسی طرح قرآن کے معنیٰ نہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ کے احکام ماننے سے محروم رہے۔ کس طرح شرک نے ہمارے مذہب میں داخل ہو کر اس کی سب سے بڑی خوبی ''واحدانیت'' (یعنی ایک اور صرف ایک اللہ) کو نقصان پہنچایا۔ واحدانیت وہ صفت ہے جو اسلام کو تمام مذاہب سے بلند کرتی ہے۔ پھر اسی ناواقفیت کی وجہ سے ہم فرقوں میں بٹ گئے اور ایسے بٹے کہ ہمیں گناہ کا کوئی احساس نہیں بلکہ اس تقسیم پر ہم فخر کرتے ہیں۔

یہ تو بڑے بڑے زخم ہیں جو ہمیں قرآنی آیات کے معنیٰ نہ سمجھنے کی وجہ سے لگے ہیں۔ لیکن ہمارا نقصان صرف اتنا ہی نہیں ہے بلکہ اس طریقے نے ہمارے پورے مذہبی نظام کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

① غیر مسلموں کا طریقہ

پہلی بات تو یہ ہوئی کہ ہم صرف قرآن کے عربی لفظ دُہراتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے تلاوت کی۔ حالانکہ تلاوت کے معنیٰ لغت میں سمجھ کر پڑھنے کے ہیں تاکہ ان پر عمل ہو سکے۔ معنیٰ سمجھنا ہم نے عالموں کے لئے چھوڑ دیا۔ یعنی وہی طریقہ اختیار کر لیا جو ہندوؤں اور عیسائیوں کا تھا۔

② کلمہ طیبہ

اس کلمے میں اسلام کے تمام بنیادی اُصول مختصر طور پر آجاتے ہیں۔ لیکن صرف لفظ

اَدا کرنا کافی نہیں جب تک کہ پڑھنے والا اِس کے مَطلَب اَور اِس کی رُوح کو پُورے طَور پر نہ سمجھے اَور اُن پر عَمَل کرنے کا اِرادہ نہ رَکھے۔

جب کوئی غیر مُسلم اِسلام قبول کرتا ہے تو ہم اِس کو کلِمہ طیّبہ پڑھوانے کے بعد سمجھتے ہیں کہ وہ مُسلمان ہوگیا۔ کبھی کبھی مُختصر سا ترجمہ بھی بتا دیتے ہیں۔ وہ یُوں ہوتا ہے:۔

''اللہ ایک ہے اَور مُحمد صَلّی اللہ علیہ وَسلّم اُس کے رَسُول ہیں۔''

یہ اَلفاظ ناکافی ہیں اَور اُس نَومُسلم کو اِسلام کا کوئی وَاضح تصور نہیں دیتے۔ ہمیں چند باتیں اُس پر وَاضح کرنا چاہئیں:۔

(۱) ہم کہتے ہیں اللہ ایک ہے تو اُسے بَتانا چاہیئے کہ ایک کے مَعنیٰ یہ ہیں کہ اُس کے سِوا کوئی کِسی قِسم کا اِختیار نہیں رَکھتا۔ پس ہمیں اُسی سے اَپنی مُرادیں مانگنی چاہئیں۔ اَور اُس کے سِوا کِسی کا حُکم نہیں ماننا چاہیئے۔

(۲) اَور اللہ کا یہ حُکم رَسُول لے کر آئے ہیں جِس کو قُرآن کہتے ہیں۔ اِس لئے قُرآن کو پڑھنا، سمجھنا اَور اِس پر عَمَل کرنا ضَروری ہے۔

یہ سب باتیں ہمیں آہستہ آہستہ کافی وَقت دِے کر اُسے سمجھانی چاہئیں اَور اُسے سَوالات کا بھی مَوقع دینا چاہیئے اَور پھر اُس سے کلِمہ طیّبہ معنوں اَور مَطلَب کے ساتھ سُننا بھی چاہیئے۔ لیکن اَیسا نہیں ہوتا۔ کلِمہ طیّبہ پڑھانے کے بعد مُبارکباد شرُوع ہو جاتی ہے۔ اَور مُعاملہ خَتم۔ بَعض صاحِبان اِس کے بعد نَومُسلم کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں اَور چھ کلِمے یاد کرانا شرُوع کر دیتے ہیں۔ جو کہ بہُت مُشکل کام ہے۔ خاص طَور پر اِس لئے بھی کہ اِن کے مَعنیٰ نہیں بتائے جاتے۔ کیُونکہ معنوں پر تو ہماری تَوجّہ ہے ہی نہیں۔ وُہی قُرآن کے معنوں کو غیر ضَروری سمجھنے کی عادت یہاں بھی اُس نَومُسلم کے سامنے اِسلام کا ایک بہُت غَلط نَقشہ پیش کرتی ہے اَور وہ اِن کلموں کو اِس طرح پڑھنے کو وَیسا ہی سمجھتا ہے جیسا کہ ہِندو پنڈت اَپنے منتر اَور

اَشلوک پڑھتے رہتے ہیں۔

ہمیں اپنے گھر کے سب لوگوں کو بھی کلِمہ طیبہ صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے اَور یاد رکھنے کا انتظام کرنا چاہیئے اور انہیں بھی اللہ کے ایک ہونے اَور اللہ کے پیغام کے بارے میں وہ سب باتیں بتانی اَور یاد کرانی چاہئیں جن کا ذِکر پچھلے صفحہ پر کیا گیا ہے۔

اِس وَقت حالت بُہت خراب ہے۔ ہمیں کلِمہ طیبہ تو آتا ہے۔ اکثر تلفظ غلط کرتے ہیں۔ مَعنٰی شاید ہی آتے ہوں ٹوٹے پھوٹے آتے بھی ہوں تو اِس کی رُوح کو نہیں سمجھتے۔ اللہ کو ایک کہتے ہیں لیکن مُرادیں مزاروں اَور اِنسانوں سے مانگتے ہیں۔ اللہ کے پیغام کی بات کرتے ہیں۔ لیکن پیغام کو پڑھنے اَور سمجھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ نہ کلِمے کے پہلے حِصے پر عَمل نہ دُوسرے پر۔ لیکن مُسلمان ہیں۔

۳ نماز کا حق اَدا نہ ہونا

کلِمہ طیبہ کو زُبان سے کہنے اَور دِل سے ماننے کے بعد اِنسان پر نَماز فرض ہو جاتی ہے۔ نَماز اِسلام کا اَہم ستوُن ہے۔ کیُونکہ ایک دَفعہ اللہ کو اَپنا حاکم اَور رَسوُلؐ کی معرفت اُس کے بھیجے ہوُئے پیغام کو تسلیم کر لینا کافی نہیں۔ اُس کو دِن میں پانچ مرتبہ دُہرانا ہے اُس کی معافی نہیں ہوتی بستر مرگ ہو یا دُشمن سے جنگ ہو رہی ہو۔ نَماز ضرور اَدا کرنی ہے۔ نَماز کی اتنی اہمیت اس لئے ہے کہ نَماز میں جو کلام پڑھا جاتا ہے اِس میں اللہ کو پُورے اِختیارات رکھنے والا حاکم مانا جاتا ہے اَور اللہ کے سامنے کچھ وعدے کیئے جاتے ہیں یہ دونوں باتیں اِنسان کو رَوز مرّہ کی زِندگی میں بندے کو سیدھے راستے پر رکھتی ہیں۔

لیکن ہم نے نَماز کے ساتھ بھی وُہی سُلوک کیا ہے جو قُرآن کے ساتھ کیا ہے۔ ہم لفظ تو دھڑا دھڑ اَدا کر دیتے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کے سامنے کیا وعدہ کر رہے ہیں۔

نماز کے الفاظ اللہ نے وحی کے ذریعہ نبی کریمؐ کو بتائے تاکہ بندوں کے عقیدے اور اعمال صحیح رہیں۔ لیکن ہم نے صرف لفظ دُہرا دیئے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ہم نے کیا کہا چلو! چھٹی ہوئی۔ ہم نے اپنی سمجھ میں فرض ادا کر دیا ہے۔

اِس کی ایک مِثال یہ ہے کہ ہم ہر رکوع میں اور ہر سجدے میں اللہ کو بار بار سُبحان کہتے ہیں۔ یعنی اللہ پاک ہے۔ کبھی یہ نہیں سوچتے کہ اللہ کس چیز سے پاک ہے۔

اللہ فرماتا ہے:۔

سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝

"اللہ اُس شرک کی گندگی سے پاک ہے جو لوگ اُس کے ساتھ مِلاتے ہیں۔" (سُورۃ الطُّور: ۴۳)

اِسی مضمون کی آیت کئی بار آئی ہے۔

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے اور ایک رکوع ہوتا ہے۔ اِس طرح ہم ہر رکعت میں اللہ کو تین دفعہ سُبحان یعنی شرک سے پاک ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہم سمجھتے ہی نہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا وعدہ کر رہے ہیں۔ اِس لئے ہماری زندگی سے اِن وعدوں کا کوئی تعلق نہیں۔

ہر آدمی اللہ سے ڈر کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے تو اُسے ہر طرف شرک نظر آئے گا۔ لیکن اُس کو چھپانے کے لئے طرح طرح کے بہانے گھڑ رکھے ہیں۔ بلکہ اِس شرک کو عین صحیح مذہب سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی خالص اللہ کی بات کرے تو اُسے بدعقیدہ سمجھ کر خاص ناموں سے پکارتے ہیں۔۔ سچ وُہی بات ہے جو اللہ نے فرمائی۔

نماز میں سُورۃ فاتحہ یعنی اَلحمد شریف پڑھنی ضروری ہے۔ اِس میں ہم ہر رکعت میں کہتے ہیں کہ،

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٤﴾

''ہم صرف تجھے پورا اختیار رکھنے والا مانتے ہیں اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں؟'' (سُورۃ الفاتحہ:۴)

ہر آدمی اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر بتائے کہ کیا وہ صرف اللہ سے دُعا مانگتا ہے؟

مسلمانوں کی بڑی تعداد مختلف بہانوں سے بندوں کو اِس میں شامل کرتی ہے کیونکہ ہم قرآنی آیت کو نہیں مانتے اور نماز میں بھی صرف زبانی کہتے رہتے ہیں۔

صرف تجھ سے ہی! صرف تجھ سے ہی!

کیا یہ لوگ صرف کے معنٰی نہیں جانتے؟

④ آیتِ کریمہ

کلمہ طیبہ ہو یا نماز ہو یا کوئی اور ذکر یا ورد۔ ہم نے قرآن کے معنٰی سمجھنا ہی ضروری نہیں سمجھا تو یہ چیزیں تو بعد میں آتی ہیں۔ ایک بات انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ قرآن کے معنٰی پڑھ کر گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا تو کیا کلمہ طیبہ اور نماز کے الفاظ کے معنٰی سمجھنے اور اُن پر غور کرنے سے بھی گمراہ ہونے کا ڈر تھا؟

کوئی تو اِس کا جواب دے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ زوال کے زمانے میں ہم نے اُصول یہ بنا لیا ہے کہ قرآن، کلمہ، نماز اور دوسرے ذرائع جو اللہ نے رہنمائی کے لئے ہمیں دیئے تھے۔ اُن کو سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم عربی الفاظ کو رٹ کر انہیں پڑھ لیا کریں تو وہی کافی ہے۔ رہی رہنمائی تو ہمارے باپ دادا جو کرتے آئے ہیں اور ارد گرد جو ہو رہا ہے وہی کافی ہے۔

اِس کی ایک اور مثال ہمیں آیتِ کریمہ کے اِستعمال میں سامنے آتی ہے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

(سُورۃ الانبیاء ۸۷)

یہ ایک بہت بابرکت آیت ہے۔ یہ الفاظ حضرت یُونسؑ نے اُس وقت اللہ سے کہے تھے جب وہ مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے تھے۔ اللہ نے اُن کی دُعا قبول کر لی اور اُنہیں مُصیبت سے آزاد کیا۔ اب مُسلمانوں میں عام رَواج ہے کہ اگر کوئی بڑی مُصیبت ہو تو سب مِل کر اِس آیت کا وِرد کرتے ہیں اِس اُمیّد میں کہ اللہ مُصیبت کو دُور کر دے گا۔

اِس آیت کے معنٰی سمجھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

پہلا حِصّہ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

"(اے اللہ) تیرے سِوا کوئی معبُود نہیں (یعنٰی صِرف تجھے تمام اِختیارات حاصل ہیں۔)"

یہ وُہی شرک کے بارے میں اللہ کا بار بار دُہرایا ہُوا اِرشاد ہے۔ جس کی طرف ہم بالکل توجّہ نہیں کرتے۔

دُوسرا حِصّہ:

سُبْحٰنَكَ

"تُو (شرک سے) پاک ہے۔"

وُہی شرک سے بَچنے کا تقاضا۔ لیکن بندے کم سُنتے ہیں۔

تیسرا حِصّہ:

اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○

"بے شک میں گُناہوں کے اندھیرے میں ہوں۔"

یعنٰی اپنے گُناہوں کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اللہ سے دُعا کرنے اور اُس کی مقبولیت کی اُمید رکھنے کے لیے یہ بہترین الفاظ ہیں۔

① پہلے حِصّے میں اللہ کے ایک ہونے کا اِعلان

(۲) دُوسرے حصّہ میں شِرک سے اِنکار

(۳) تیسرے حِصّہ میں اَپنے گُناہوں کا اِقرار

یہ اللہ کی رحمت کو پُکارنے کا بہترین طَریقہ ہے جو ایک نبِی نے اِختیار کیا اَور اللہ نے ہماری ہدائیت کیلئے ہمیں بھی بتا دیا۔

اَب دِیکھئے ہم اِس آیت کے ساتھ کیا سلُوک کرتے ہیں:

(۱) اِس آیت کے مَعنیٰ کِسی کو نہیں آتے اَور نہ کوئی بتاتا ہے۔

(۲) سَوا لاکھ مَرتبہ پڑھنا ہے۔ وَرنہ کہا جاتا ہے (اللہ مُعاف کرے) کہ کَم تعداد میں پڑھنے سے یہ آیت اُلٹا نُقصان کر سکتی ہے۔

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اِس آیت کی تاثیر گرم ہے۔ اَگر اِس کو زیادہ پڑھا جائے تو پڑھنے والے کے دَماغ پر اَثر ہو جاتا ہے۔ بَعض لوگ یہ آیت کو تسبیح پر پڑھواتے ہیں جو ایک پانی کے پیالے میں ڈُوبی ہوتی ہے۔ تاکہ آیت کی گرمی دُور ہو جائے۔ (اللہ مُعاف کرے)

آپ نے دیکھا کہ ایک بابَرکت آیت کے نہ مَعنیٰ سمجھے نہ اللہ کی پاکی بیاَن کر کے شِرک سے بچنے کی دُعا مانگی۔ نہ اَپنے گُناہوں کا اِقرار کر کے اُن کی مُعافی چاہی۔ بَس جلدی جلدی سَوا لاکھ کی گنتی پُوری کی۔ ناشتہ کیا اَور گھر واپس آ گئے۔ پِھر کبھی ہم نے اَپنے گھر آیتِ کریمہ کی محِفل کی تو اُن سب لوگوں کا آنا ضرُوری ہے۔ جہاں جہاں ہم پڑھنے گئے تھے۔ کیونکہ ہم نے بھی تو اُن کی محفِل میں حِصّہ لیا تھا۔

غَرض اِسی طَرح ہم نے تمام اِسلامی اَعمال کو تباہ کر رَکھا ہے۔ روزمَرّہ کی زِندگی میں بھی اِس کے بہت سے نمونے ملتے ہیں۔

(۱) ایک لڑکا چوری میں پکڑا گیا۔ اُس کا والد تھانے پہنچا تو کہنے لگا: "سُبحانَ اللہ" خُوب خاندان کا نام رَوشن کیا۔

اللہ کی تعریف کا جو کلمہ تھا وہ طعنہ دینے کا کلام بن گیا۔ ماشاءاللہ کا جملہ بھی ایسے ہی موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

④ تاش کھیلنے کی محفل میں ایک صاحب سے جب بھی کچھ غلطی ہوتی تو وہ زور سے پکارتے تھے "لاحول ولاقوۃ" اِس بیچارے کو یہ معلوم نہ تھا کہ ایک بابرکت آیت ہے اور تیسرے کلمے کا ایک حصہ ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

"نہ کسی کو کچھ اختیار ہے نہ کسی میں کوئی قوّت ہے سوائے اللہ کے جو بہت عظیم الشّان ہے۔"

③ ایک بہت اہم بات مسلمانوں کے نام ہیں۔ بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے۔ کہ بچے کا نام اللہ کی نسبت سے رکھا جائے مثلاً عبدالرحیم یعنی رحیم کا بندہ۔ رحیم اللہ کا ایک نام ہے۔ اب عبدالرحیم پر کیا گزرتی ہے دیکھئے!

(ا) عبدالرحیم لکھ پڑھ کر ماڈرن ہوگیا۔ اب وہ اے۔ رحیم بن گیا۔ اپنے آپ کو بندہ لکھنا اچھا نہیں لگتا اور شاید اُس کو عبد کے معنی ہی نہ آتے ہوں کچھ ترقی ہوئی تو صرف مسٹر رحیم رہ گیا۔ یعنی پہلے وہ جس کا بندہ تھا اب وہ خود ہی رحیم بن گیا۔

(ب) اب عبدالرحیم ایک آفیسر بن گیا۔ پہلے عبد گیا تھا۔ اب رحیم بھی گیا۔ اب وہ اے۔ آر۔ افغانی بن گیا۔ نہ بندہ رہا نہ رحیم رہا۔ اب فیشن کے طور پر افغانستان سے تعلق قائم ہوگیا۔

(ج) یہ عبدالرحیم غریب بھی ہوسکتا ہے۔ شاید کسی گھر میں نوکر ہے۔ لوگوں نے رحیم کی بندگی سے چھڑا کر اُس کو خود رحیم ہی بنادیا اور رحیم کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔ کوئی احساس نہیں کہ رحیم تو اللہ کا نام ہے اور کبھی یہ آواز بھی آجاتی ہے۔

"ابے او! رحیم کہاں مرگیا"۔

غرض اب ہمارا مذہبی فلسفہ یہ ہے کہ عربی الفاظ کے معنٰی سمجھنا بے کار ہے۔ لفظ استعمال کرتے رہو۔ اُن میں بہت برکت ہے اِن خطرناک حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے سب کو مل کر جلد از جلد کوئی بڑا پروگرام شروع کرنا چاہیے۔

آٹھواں باب

اَب کیا کِیا جائے؟

مجھے اُمّید ہے کہ پچھلے ابواب پڑھنے کے بعد ہر مُسلمان نے یہ اَندازہ لگالیا ہوگا کہ قُرآن کو معنٰی سمجھے بغیر پڑھنے کی وجہ سے ہَم اللہ کے اِحکام سے بالکل ناواقِف ہیں اور اِسکے نتیجے میں ہَم اللہ کے اِحکام کی نہ صِرف خِلاف ورزی کررہے ہیں بلکہ بہت سی باتیں جِن کو اللہ نے سختی سے منع کِیا ہے۔ ہَم نے اُن کو ہی مَذہب کی بُنیاد بنالیا ہے۔ اور اُن پر فخر کرتے ہیں۔ اگر ہَم قُرآنی اِحکام کو سمجھتے تو مُسلمان کبھی بھی اَیسا طرِیقہ اِختیار نہ کرتے۔ قُرآن تو سب اِختلافی مُعامِلات کا فیصلہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

"اور ہَم نے قُرآن کو اِسی واسطے نازِل کِیا ہے کہ جِن باتوں پر لوگوں کا جھگڑا ہو اُس کو صاف کر دِیا جائے تاکہ مؤمنوں کو صحیح راستہ اور رحمت حاصِل ہو۔" (سُورۃ النحل: ۶۴)

لیکن چُونکہ ہَم اِن آیتوں سے ناواقِف ہیں اس لئے ہم اَپنے جھگڑے قُرآن کے حوالے سے طے نہیں کرتے۔ بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے خاندان کے عقیدے کیا ہیں کہ اُنھیں کو ہَم بہترین عقیدے سمجھتے ہیں۔ اور باقی لوگوں کے عقیدے بالکل باطل سمجھتے ہیں اِس طرح ہَم اللہ کے حُکم کے خِلاف فرقے بنائے بیٹھے ہیں اور اِن پر فخر بھی کرتے ہیں۔ ہر مُسلمان کا کلِمہ طیبہ پر اِیمان ہے یعنی ہَم یہ اِقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سِوا کوئی صاحبِ اِختیار نہیں اور نبی کریمؐ جو اللہ کا پیغام لے کر آئے ہیں اُس کو سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔

اگر اِن دو عقائد پر اِیمان نہیں رکھتے۔ زُبان سے نہیں بلکہ عمل سے تو ہمیں مُسلم کہلانے کا کوئی حق نہیں اور اگر ہم اِن عقیدوں کو مانتے ہیں تو پھر نہ صِرف ہمیں قُرآن کو پڑھنا، سمجھنا

اور عمل کرنا ہے بلکہ اُسے اوروں تک بھی پہنچانا ہے۔

جب بھی کوئی نبی دُنیا میں اللہ کا پیغام لے کر تشریف لاتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی اُس کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اور اُن کے دُنیا سے رُخصت ہو جانے کے بعد یہ امانت اُن کے اُمتیوں کے ذمّے چلی جاتی ہے۔ آنحضرتؐ کے اِس دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صحابۂ کرامؓ نے یہ فرض انجام دیا۔ وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔ وہاں کی زُبانیں سیکھیں اور قرآن کے ترجمے دُنیا کی مختلف زُبانوں میں کر کے اِسلام کی روشنی ہر طرف پھیلائی۔

اب یہ امانت ہمارے کندھوں پر ہے۔ قرآن کے اِحکام کا بلیک آوٹ ہو چکا ہے اور ہم دن بدنِ اندھیروں میں ڈوبتے جا رہے ہیں۔

اِس وقت ہم سب کا خواہ ہم کسی عُمر کے ہوں اور ہماری علمی قابلیت کتنی ہی کم یا زیادہ ہو، یہ فرض بنتا ہے کہ ہم جلد از جلد سب مِل کر کوئی ایسا پروگرام بنائیں کہ اللہ کو مُنہ دِکھا سکیں۔ چونکہ مسئلہ بہت بڑا ہے۔ اِس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اِس لگن سے کوشش کرنی پڑے گی جس طرح جنگ کی حالت میں پوری قوم مِل کر جان لڑاتی ہے۔

① عُلماء کی خِدمت میں

سب سے پہلے عُلماء کی خِدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ اللہ نے آپ کو دِین کے علم سے نوازا ہے اور لوگ آپ کی بات کو توجہ سے سُنتے ہیں اِس لئے آپ اِس معاملے میں پہل کریں۔

① میں نے تیسرے باب میں بہت سی آیتیں دی ہیں جن کی روشنی میں قرآن کو سمجھنا، اِس پر غور کرنا اور اِس پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اُن کی طرف آپ کی توجہ دِلانا تو سُورج کو چراغ دِکھانا ہوگا۔ آپ کو تو یہ اور اُن کے علاوہ جو اور بہت سی آیات قرآن میں ہیں

معلوم ہوں گی۔ اُن کی روشنی میں اگر آپ ایسا صاف صاف بیان شائع کرائیں جس سے لوگ قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے لگیں تو یہ ایک بہت بڑا قدم ہوگا۔

۲ اِس بیان کے علاوہ اگر آپ کچھ ایسا انتظام فرمائیں کہ آپ اپنے آستانے پر یا مسجد میں کوئی وقت مقرر کر کے ایسا اجتماع کریں جہاں آپ خود کسی معاملے پر قرآنی آیتوں کا ترجمہ بیان فرمائیں اور حاضرین کو اِس بات پر آمادہ کریں کہ وہ گھر پر بھی ترجمے والے قرآن کا مطالعہ کریں اور اگر کسی بات کے سمجھنے میں اُن کو مشکل پیش آئے تو وہ اِس محفل میں آپ سے سمجھ لیں۔ اِس طرح اِس پُرانے اُصول پر عمل ہو جائے گا کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے کسی عالم سے پوچھ لیں۔

۲ مسجد کے اِمام صاحبان کی خدمت میں

اِسلام میں مسجد ہمیشہ سے تبلیغ کا مرکز رہی ہے۔ اور آپ ماشاءاللہ ہمارے اِمام یعنی رہنما ہیں۔ اِس لئے آپ پر قرآن کی تبلیغ کا بہت بڑا فرض عائد ہوتا ہے۔ اِس سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اِن میں سے کوئی آپ کو پسند آئے تو اُسے لے لیں ورنہ آپ خود اپنے طریقے پر عمل کر سکتے ہیں۔

۱ آپ اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے کہیں کہ وہ مسجد کے لئے ترجمہ والے قرآن جتنے ہو سکیں مہیا کریں۔ ترجمے والے الگ الگ پارے بھی ملتے ہیں۔ اگر وہ مہیا ہو جائیں تو بہتر ہے۔ بہت سے لوگ ترجمہ کے ساتھ قرآن کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُس کا ہدیہ ادا نہیں کر سکتے۔ اگر مسجد میں ایسے قرآن موجود ہوں تو لوگ نماز کے بعد اپنی آسانی کے مطابق ترجمے کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

۲ آپ خود بھی ترجمے والے قرآن کا مطالعہ کر کے ہر روز چند آیتیں پسند کر لیں اور کسی نماز کے بعد لوگوں کو قرآن سامنے رکھ کر اِن آیتوں کے معنی سنائیں۔

(۳) آپ کبھی کبھی اپنے کسی جاننے والے عالِم کو بھی دعوت دیں کہ وہ آپ کی مسجد میں تشریف لا کر کسی بھی نماز کے بعد کچھ منتخب قرآنی آیتوں کے معنیٰ لوگوں کو سمجھائیں۔
قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے۔ اگر اِس طرح ہر مسجد کے اِمام صاحب کسی نہ کسی شکل میں نماز کے بعد چند آیتوں کا ترجمہ لوگوں کو بتاتے رہیں تو حالات بدل سکتے ہیں۔

(۳) قرآن چھاپنے والوں کی خدمت میں

کم ہدیہ والے مترجم قرآن بھی چھاپیں۔
ترجمے والے پاروں کا پورا سیٹ ہی نہیں بلکہ ایک پارہ بھی مِل سکے۔ تاکہ غریب لوگ آہستہ آہستہ سیٹ پورا کرلیں۔
عیسائی انجیل کو بڑی فراخدلی سے تقسیم کرتے ہیں ہمیں بھی غیر مسلموں کے لئے صرف اُردو عبارت کا قرآن تیار کرنا چاہیے۔ اِس کے ساتھ مضمون وار ایک اِنڈکس بھی ہو تاکہ غیر مسلم جس مضمون پر چاہے قرآنی معلومات حاصل کرسکے۔ عربی عبارت والا قرآن غیر مسلم کو نہیں دیا جاسکتا۔ بے ادبی بھی ہوگی اور زیادہ خرچ ہوگا۔ یہ قرآن کم از کم دو زبانوں میں اُردو اور انگریزی میں ہو اور صرف غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے ہو۔ عام مسلمانوں کے لئے ترجمہ کے ساتھ عربی عبارت ضروری ہے۔

(۴) دولت مند لوگوں کی خدمت میں

جن لوگوں کو اللہ نے دولت دی ہے وہ اکیلے یا مِل کر قرآن فاؤنڈیشن قائم کریں تاکہ لوگوں کو کم ہدیہ پر مترجم قرآن مِل سکے اور ضرورت مندوں کو محدود تعداد میں مفت ملنے کی سہولت بھی دی جاسکے۔
غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے جو بغیر عربی عبارت کے قرآن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اُس کی

مُفت تقسیم کی کچھ نہ کچھ ذِمہ داری بھی اِسی فاؤنڈیشن کو اُٹھانی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے شروع ہی میں حکم دیا ہے:۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③

"اور جو دولت مَیں نے تُم کو دِی ہے۔ اُس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔"

(سُورۃ البقرہ: ۳)

⑤ انگریزی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ

پچھلے صفحے پر غیر مُسلموں میں تبلیغ کا ذِکر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ بھی مُسلمان ہیں۔ قرآن سے آپ کی مکمل ناواقفیت کوئی فخر کی بات نہیں۔ اللہ کو ایک دِن مُنہ دِکھانا ہے اور اپنے ہر عمل کا جواب دینا ہے۔

غیر مُسلموں میں تبلیغ صِرف قرآن تقسیم کرنے سے نہیں ہوسکتی قرآن ایک کافی بڑی کتاب ہے۔ پھر اِس کے مضمون ترتیب وار نہیں ہیں۔ شروع میں جب کوئی اپنا مذہب چھوڑ کر اِسلام کی طرف توجہ کرتا ہے تو جن باتوں کا وہ جواب چاہتا ہے وہ سب قرآن میں موجود تو ہیں لیکن اِس میں سے اپنے مطلب کی بات ڈھونڈنا اور اِس کا مُطالعہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔

ہمارے مذہبی عُلماء کا طریقہ کار روایتی ہے۔ یہ آج کل کے تعلیم یافتہ غیر مُسلم نوجوانوں پر کوئی اثر نہیں کرتا۔ مغربی تہذیب نے کچھ قدروں پر بہت زور دیا ہے مثلاً۔

دولت کی تقسیم، جمہوریت، عورتوں کے حقوق، عِلم کی ترویج، سائنسی معلومات، وغیرہ

قرآن میں یہ سب اور بہت سی قدریں بدرجہ اعلیٰ موجود ہیں بلکہ یہ قدریں اِسلام اُس وقت لایا جب اہلِ مغرب مکمل جہالت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اُن کو اُجاگر کرنا اور غیر مُسلموں کے سامنے پیش کرنے کے لئے آپ کو قرآن کا مُطالعہ کرنا چاہیئے اور پھر اپنے

آپ نے میدان میں ایسا لٹریچر پیدا کرنا چاہئے جو اہلِ مغرب پر ظاہر کر دے کہ اسلام ہی موجودہ دور کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ غیر مسلم اِن قدروں سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف ضرور متوجہ ہوگا۔

⑨ اور آخر میں نوجوانوں کی خدمت میں

قوم کی اُمیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ آپ سے پہلی نسل کے لوگوں کا حال بیان کیا جا چکا ہے۔ قرآن پر ان کا ایمان ہے لیکن اُنہیں معلوم نہیں کہ قرآن میں کیا حکم ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اسلامی قدروں کو کچھ نہ کچھ جانتے ہیں لیکن آپ کو جس طوفان کا سامنا ہے وہ آپ کو بالکل بہالے جائے گا اور آپ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ بلکہ شاید نام کے مسلمان بھی نہ ہوں۔ لڑکے اپنا نام ٹونی اور لڑکیاں بٹینا پسند کرنے لگی ہیں۔

پہلے بزرگ نوجوانوں کو بُری صحبت سے بچنے کے لئے کہتے تھے لیکن اب اس بُری صحبت نے آپ کے گھروں میں پہنچ حاصل کر لی ہے۔ عصر کے وقت سے آدھی رات تک ٹیلی ویژن آپ کو یہ علم دیتا ہے کہ کون سی ناچنے والی کے ساتھ دس سال پہلے کس نے گانا گایا تھا۔ اگر آپ بتا دیں تو آپ بہت ذہین ہیں۔ خوش ہو کر سب لوگ تالیاں بجاتے ہیں۔ ایک اور پروگرام میں آپ محلّے کی کوئی لڑکی پکڑ لائیں۔ اُن کے ساتھ سینکڑوں لوگوں کے سامنے آپ گائیں، ناچیں۔ آپ کی تعریف بھی ہوگی اور نقد انعام ملنے کا بھی چانس ہے۔ شہرت تو یقینی ہے، آپ لوگ سنبھل جائیں۔ اس طوفان کے خلاف احتجاج کریں۔ آپ میں بہت قوت ہے۔ اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لیں۔ جگہ جگہ قرآن کی محفلیں قائم کریں۔ جہاں قرآن سمجھنے اور اُس پر غور کرنے کے مواقع ملیں۔ ہر طرف اللہ کے احکام کا چرچہ ہو۔ مایوس نہ ہوں جب بھی کوئی اللہ کا نام لے کر اُٹھتا ہے۔ اللہ غیر معمولی مدد کرتا ہے انشاء اللہ آپ قرآنی انقلاب لانے میں کامیاب ہوں گے۔

ضمیمہ نمبر ۱

ترجمہ پڑھنے میں احتیاط

اُمید ہے کہ پچھلے باب میں قرآنی آیات پڑھنے کے بعد ہر آدمی کے دِل میں یہ خواہش پیدا ہُوئی ہوگی کہ ترجمے والا قرآن حاصِل کیا جائے۔
یہ بہت نیک خیال ہے۔اِس پر جلدی سے جلدی عمل کریں کیونکہ اِنسان کی زِندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔
ترجمے والے قرآن سے پُورا فائدہ اُٹھانے کے لئے کچھ احتیاطیں ضروری ہیں:۔

① کون سے عالِم کا ترجمہ حاصِل کریں؟

قرآن کا اِنتخاب کرنے میں سب سے پہلے اِس بات کا خیال کرنا ضروری ہے کہ ترجمہ آسان لفظوں میں ہو تاکہ گھر میں ایک کم لکھا پڑھا فرد بھی اِس سے فائدہ اُٹھا سکے۔ایک ضروری بات میں پہلے صاف کردُوں۔اللہ نے قرآن کی حِفاظت کا ذِمہ لیا ہے۔ چنانچہ ابھی تک میں نے کوئی ترجمہ ایسا نہیں دیکھا جس میں خاص مسلک کا پرچار کیا گیا ہو ہاں کئی عالِم ترجمہ کے بیچ میں بریکٹ ( ) لگا کر اس میں اپنے خیالات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔پڑھنے والے کو چاہئے کہ اِس کو چھوڑ دے۔
یا پھر حاشیہ میں آیتوں کی تشریح یا تفسیر کے طور پر اپنے ذاتی خیالات شامِل کرتے ہیں۔جن سے دُوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔لیکن سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ جہاں تک ہو سکے ترجمے کو کافی سمجھیں۔

۲ دو طرح کی آیات

اللہ کا ارشاد ہے:۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۷

"اللہ ہی ہے جس نے تم پر قرآن نازل کیا۔ اس کا ایک حصہ وہ آیات ہیں جو صاف صاف ہیں اور یہ آیتیں ہی قرآن کی بُنیاد ہیں۔ اور کچھ آیتیں ایسی ہیں جن میں کوئی مُشکل بات مثال دے کر سمجھائی گئی ہے۔ جن لوگوں کے دِل ٹیڑھے ہیں وہ اِن آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اِن میں کوئی فتنہ ڈھونڈ نکالیں یا اِن کا کوئی غلط مطلب نکال سکیں۔ حالانکہ اُن کا صحیح مطلب اللہ جانتا ہے۔ جن لوگوں کا علم دین پکّا ہے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم اِن پر ایمان لائے۔ یہ سب اللہ کی طرف سے آئی ہیں۔ نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جن میں عقل ہے۔"
(سُورۃ آلِ عِمران:۷)

پہلی قسم کی آیات کو مُحکمات کہا گیا ہے پکّی اور صاف صاف۔ قُرآن کے زیادہ حصے میں اِسی قسم کی آیتیں ہیں اور جیسا کہ آیت میں کہا گیا ہے۔ یہ آیتیں ہی قرآنی تعلیم کی بُنیاد ہیں۔ ترجمہ پڑھتے وقت ہمیں اِسی قسم کی آیات پر توجہ دینی چاہیے۔ اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا یہ صاف صاف ہیں اور آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔

دُوسری قسم کی آیات کو مُتشابہات کہا گیا ہے ایسی صرف چند آیات ہیں۔ اُن میں کسی مُشکل بات کو سمجھانے کے لئے کوئی مثال دِی گئی ہے۔ سیدھے اِیمان والے لوگ اِس کی زیادہ چھان بین نہیں کرتے۔ ایسا کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ اِن باتوں کا پُورے طور پر سمجھنا اُن کی

عقل کی زد سے باہر ہے اِن آیات کی کچھ مِثالیں نیچے دی جا رہی ہیں۔

اِرشاد ہے:۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾

"اور یہ لوگ آپ سے پُوچھتے ہیں کہ رُوح کیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ رُوح میرے رَبّ کا حُکم ہے۔ اور ہم نے تُمہیں اِس کا بہُت تھوڑا علم دِیا ہے۔" (سُورۃ بنی اِسرَائیل:۸۵)

اِس آیت میں اللہ نے فرمایا ہے کہ رُوح میرا حُکم ہے اور یہ بھی بتا دِیا کہ اِنسان کے لئے اِس سے زیادہ سمجھنا مُمکن نہیں لیکن اِس کے باوجود بہُت سے لوگ جو عالِم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ رُوح کے مُتعلّق بہُت کچھ فرماتے رہتے ہیں۔

مُتشابِہات قِسم کی آیت کی ایک اور مِثال سُورۃ النُّور کی آیت نمبر ۳۵ ہے۔ اللہ نے اپنے نُور کے مُتعلّق فرمایا ہے:۔

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔۔۔۔"

اور آگے چراغ اور قندِیل کی مِثال دے کر نُور کے مُتعلّق کُچھ سمجھایا ہے۔ ظاہِر ہے کہ ہمارے لئے اِتنا ہی کافی ہے۔ اللہ کے نُور کی حقیقت کون سمجھ سکتا ہے۔

لیکن ہم میں سے بہُت سوں نے نُور کے مُتعلّق کافی جھگڑا پھیلایا ہے:۔

آنحضرتؐ نُور ہیں یا نہیں؟ قُرآن نُور ہے یا نہیں؟ یہی وہ لوگ ہیں جِن کی طَرف اللہ نے آیت میں اِرشاد فرمایا ہے۔

۳ قُرآن میں پیغمبروں کے قِصّے

ابھی ہم نے پِچھلے صفحات میں دِیکھا کہ اللہ کے منع کرنے کے باوجُود ہم ایسی آیتوں کے معنیٰ

نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کو اللہ نے خود فرمایا ہے کہ اِن میں چغلی خوروں کی طرح چھان بین نہ کرو تاکہ اُنہیں تم اپنی مرضی کے معنی پہنا سکو۔ اللہ نے صاف صاف فرمایا کہ صرف میں ہی اِن معاملات کو پورے طور پر سمجھتا ہوں۔

ایسی صرف چند آیات ہیں اور اِن کے مُطالعہ کے وقت ہمیں اللہ کے حُکم کے مُطابق صرف آیت کا ترجمہ پڑھنا چاہیئے۔

ایک اِسی قسم کی اور غلطی ہم پیغمبروں اور دُوسرے اشخاص کے قِصّے پڑھتے ہُوئے کرتے ہیں۔ جن کا ذِکر قرآن میں آیا ہے۔ اِن قِصّوں کو بیان کرنے کے دو مقصد ہیں:۔

① پہلا مقصد یہ ہے کہ زیادہ زمانہ گزرنے کے ساتھ پیغمبروں کے حالات میں صحیح واقعات کے ساتھ بہت سی غلط روایات بھی مِل گئی تھیں۔ اِس لئے اللہ نے قرآن میں اُن کے صحیح حالات بیان کر کے مُسلمانوں کو ٹھیک ٹھیک معلومات بہم پہنچا دیں۔ یہاں بھی وُہی قصہ ہے۔ جِن لوگوں کے دِل ٹیڑھے ہیں وہ اب بھی بہت سی غلط روایات کو اصل واقعات میں گڈ مڈ کرنا چاہتے ہیں۔ ترجُمے میں تو آج تک کسی کی مجال نہیں ہُوئی کہ وہ اپنی پسند کی معلومات اِس میں مِلائیں۔ لیکن شرح یا تفسیر میں اُن کے لئے اچھا موقع ہے۔ اِس لئے مؤمنین کو چاہیئے کہ اللہ نے جو معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اُن کو کافی سمجھیں۔

"ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔"

② دُوسرا مقصد اِس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ بہت سے پیغمبروں کی اُمتوں نے ایسی غلطیاں کیں جِن کی وجہ سے ان پر عذاب نازِل ہُوا۔ اُن کے قِصّے بیان کرنے میں اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم اِن اُمتوں کے حالات پڑھ کر سبق حاصل کریں۔ اور جس طرح اُنہوں نے اللہ کی نافرمانی کر کے عذاب اپنے اُوپر بُلایا ہم اِس قسم کی غلطی سے بچیں۔ یہی مقصد ہمیں سامنے رکھنا چاہیئے۔ لیکن ہم نصیحت حاصل کرنے سے زیادہ اِن حالات کو

ایک داستان سمجھ کر اِن سے لُطف اُٹھانا چاہتے ہیں۔ میرے ایک دوست میرے پاس آئے اُس وقت میں سُورۂ یٰسٓ کا ترجمہ لِکھ رہا تھا۔ آیت نمبر ۴۱ ہے:

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾

''اور ہماری ایک نِشانی یہ ہے کہ ہم نے نُوحؑ کے سب مُتعلّقین کو کشتی میں سوار کر دیا جس میں بہت بھیڑ تھی۔''

وہ فوراً پُوچھنے لگے کہ اُس کشتی میں کتنے آدمی ہوں گے؟

مَیں نے اُنہیں سمجھایا کہ بھائی! تعداد سے کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ تو اِس بات پر غور کریں کہ حضرت نُوحؑ کی اُمت پر یہ عذاب کیوں آیا تا کہ ہم بھی ایسے عذاب سے بچ سکیں۔ عُلماء کو بھی تشریح یا حاشیہ لکھتے وقت اِسی پہلُو کو زیادہ نُمایاں کرنا چاہیئے۔

حضرت نُوحؑ کا مُلک کہاں تھا؟ حضرت نُوحؑ کی کشتی جہاں ٹھہری وہ پہاڑ کہاں ہے؟ اَصحابِ کہف کا غار کِس مُلک میں واقع ہے۔ اِس قِسم کی تحقیقات کی الگ عِلمی حیثیت ہے۔ عام آدمی کے اِستعمال کے لئے جو ترجمہ لکھا جائے اُسے اِن تفصیلات سے آزاد رکھنا چاہیئے۔

عربی الفاظ پڑھنے کی اہمیت

پچھلے باب میں معنوں پر جو زور دیا ہے۔ اُن سے عربی الفاظ کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ بلکہ عربی الفاظ کی اہمیت معنٰی سمجھنے سے اور بڑھتی ہے۔ اور معنوں کے سمجھنے سے عربی الفاظ کا صحیح مقصد پُورا ہوتا ہے۔

ہمیں قرآن کے عربی الفاظ ضرور پڑھنے چاہئیں۔ اوّل تو یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اِن کی برکت اور اہمیت کا کیا کہنا۔ گھر میں بغیر معنوں والا قرآن ہونا بھی بڑی برکتوں کا باعث ہے۔

اِس کی دُوسری اہمیت بہت واضح ہے۔ مُسلمانوں کے گھر گھر میں قرآن ہے۔ اِس کے عِلاوہ بہت بڑی تعداد میں حافِظ موجود ہیں۔ جن کو ایک ایک حرف زبانی یاد ہے۔ اور اُن کی زبانی یاد لفظوں کی ہر سال رمضان کے مہینے میں پوری چیکنگ ہو جاتی ہے اِس طرح یہ مُمکن نہیں کہ کوئی دانستہ یا غلطی سے قرآن کے لفظوں میں کوئی ترمیم کر سکے۔ اِس طرح ڈیڑھ ہزار سال گزرنے کے باوجود قرآن کی عِبارت بِالکل محفوظ ہے اور اِس میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں ہو سکی۔

یہ ایک ایسی بات ہے جو اِسلام کے مُخالِف بھی مانتے ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اِس میں کوئی تبدیلی نہیں ہُوئی۔

یہ سب ناظرہ پڑھنے، حافِظوں کے موجود ہونے اور تراویح میں قرآن کو بُلند آواز سے دُہرانے کی بدولت ہے۔

اور مذہبوں کی کتابیں یا تو بِالکل موجود نہیں یا ان میں اِتنی تبدیلیاں ہو گئی ہیں کہ اُن کی شکل پُورے طور پر بگڑ گئی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے میری دُعاء ہے کہ وہ اِس کتابچہ سے اُمّتِ مُسلِمہ کو اور طالبینِ علومِ شریعت کو نفع پہنچائے اور مَیں اِبتدا میں بھی اور خاتمہ پر بھی ربّ العزّت کی حمد کرتا ہوں اور اُس کے بندے، رَسُول، پیغمبر اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ اَپنی رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

وَمَا عَلَينَا اِلاَّ البَلٰغُ المُبِينَ.

اَحسَن عبّاس

قُرآن کی حِفاظت

حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام کی توریت کا تو یہ حشر ہُوا ہے کہ اب خُود یہُودی بھی اِس کو تسلیم نہیں کرتے۔ توریت کی بجائے وہ اب "تالمُود" پر عمل کرتے ہیں۔ تالمُود کی حیثیت وہ ہے جو ہمارے ہاں حدیثوں کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام پر جب کوئی وحی آتی تو اُس کو فوراً لکھوا دیا کرتے تھے۔ لیکن آج اُس کا کوئی ریکارڈ نہیں مِلتا۔ بلکہ وہ زُبان ہی دُنیا سے غائب ہو چکی جس میں انجیل اُتری تھی۔ اب سترہ اٹھارہ قسم کی انجیلیں موجُود ہیں۔ جو انجیل آج کل زیادہ رائج ہے۔ اِس میں حضرت عیسیٰؑ کے چار صحابیوں کی لکھی ہُوئی یادداشتیں ہیں اور اٹھارہ باب سینٹ پال کے لکھے ہُوئے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا بھی نہیں۔ قُرآن کا اپنی اَصل حالت میں قائم رہنا ہمارے لئے ہدائیت کا باعث ہے اور اِس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اَصل عربی لفظوں کی مُختلف طریقوں سے حفاظت کی ہے۔ اِس کتاب میں معنوں پر زور دیا گیا ہے وہ تو ضُروری ہے ہی۔ لیکن عربی الفاظ کا قائم رہنا اِس سے زیادہ ضُروری ہے۔ مُسلمان گھروں میں عربی الفاظ والا قُرآن مع ترجمہ ہونا چاہئے۔

یہ کتاب مُفت تقسیم کی گئی۔

مِنجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطے کیلئے پتہ پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200